ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية) ماہنامہ "مصباح" نومبر ۲۰۰۹ء بمطابق ذوالقعدہ و ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

مصباح

ماہنامہ

ماہنامہ "مصباح" نومبر ۲۰۰۹ء بمطابق ذوالقعدہ وذوالحجہ ۱۴۳۰ھ

سرپرست اعلیٰ
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

مجلس ادارت
سید عبدالسلام عمری — شیخ عبدالسلام عمری
مجاہد خان عمری — محمد عزیز الرحمن
محمد شاہنواز محمدی — شیخ حبیب الرحمن جامعی

گرافک ڈیزائن
نوشاد زین العابدین
www.zukhruf.net, Tel.99993072

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (ipc) کویت

رابطہ کا پتہ
ipc پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT. 104
ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in
ویب سائٹ: www.ipc-kw.com

حج میں وحدانیت کے مظاہر......قدم بقدم

3

اس شمارے میں

تجلیات	آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا	2
صدائے عرش	حج کی فرضیت	3
آئینۂ رسالت	حج کی فضیلت	3
ایمانیات	حج میں توحید کے مظاہر......قدم بقدم	4
ندائے حرم	امام کعبہ کا پیغام ضیوف الرحمٰن کے نام	6
فضائل ایام	عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت	7
ہدایت کی کرنیں	میں مسلمان کیوں ہوا؟	8
دعوت وحکمت	غیر مسلموں میں دعوت، وسائل وذرائع اور رکاوٹیں	10
شبہات کا ازالہ	گوشت خوری: اسلام کا نقطۂ نظر	11
احکام ومسائل	قربانی: فضائل واحکام	12
احکام ومسائل	سفر: احکام ومسائل	13
مشاہدۂ فطرت	وجود باری تعالیٰ کے دلائل	14
فقہ وفتاویٰ	آپ کے مسائل کا حل	16
نکہتِ گل	گردش زمانہ۔ عبرتناک انجام	17
خبر ونظر	اسلامی خبریں	18
باغیچۂ اطفال	ابراہیم علیہ السلام کون؟۔ عید آئی خوشیاں لائی	19
روداد چمن	ipc کے شب وروز	20
بزمِ ادب	تاریخ وار حج کے احکام	21

❖ قبس من سيرة سيدنا إبراهيم عليه السلام في ضوء متطلبات العصر الراهن ❖ وجوب الحج
❖ فضائل الحج ❖ الدروس العقدية المستفادة من الحج ❖ رسالة إمام الكعبة إلى ضيوف الرحمن
❖ فضائل عشر ذي الحجة ❖ لماذا أسلمت ❖ حوار هادف حول الدعوة في غير المسلمين
❖ شبهات الهندوس حول ذبح الحيوانات والرد عليها ❖ الأضحية فضائلها وأحكامها
❖ السفر آدابه وأحكامه ❖ دلائل إثبات وجود الله تعالى ❖ الفتاوى الشرعية ❖ الأوراق الذهبية
❖ أخبار العالم الإسلامي ❖ واحة الأطفال ❖ أخبار اللجنة ❖ ساحة الشعر و الأدب

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل (آخرت) کے لیے کیا سامان تیار کیا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو“۔ (الحشر ۱۸)

کیا ہم نے اپنے آپ کا جائزہ لیا کہ ہم کہاں ہیں؟

کیا کر رہے ہیں؟

اور کیا کرنا چاہیے؟

جائزہ لینے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہم روزمرہ کے معمولات کے سلسلے میں ایمان واحتساب کی خاطر اپنے ضمیر سے درج ذیل سوالات کے جواب طلب کریں۔ کسی بھی پہلو سے کوتاہی کی صورت میں اصلاح کا مسنون طریقہ اختیار کریں۔

- کیا آپ کی زندگی احساسِ بندگی کے ساتھ گذر رہی ہے؟
- کیا آپ نے سنن ونوافل کے ساتھ تکبیر تحریمہ کا اہتمام کیا ہے؟
- کیا آپ نے نماز کے بعد مسنون اذکار اور مختلف اوقات کی دعاؤں کا اہتمام کیا ہے؟
- کیا آپ نے صلوٰۃ اللیل اور صیام تطوع کی کوشش کی ہے؟
- کیا آپ تدبر کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے ہیں؟
- کیا آپ نے عدل، احسان اور صلہ رحمی کا اہتمام کیا ہے؟
- کیا آپ نے غیبت، بدظنی، استہزاء اور لایعنی باتوں سے پرہیز کیا ہے؟
- کیا آپ نے ریاکاری، شہرت پسندی اور کبر سے بچنے کی کوشش کی ہے؟
- کیا آپ نے ذریعہ معاش میں حلال وحرام سے بچنے کی تمیز کی ہے؟
- کیا آپ نے اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کیا ہے؟
- کیا آپ نے کسی مصیبت زدہ انسان کی خدمت کی ہے؟
- کیا آپ نے نیک لوگوں کے ساتھ رہنے اور بُرے ساتھیوں سے بچنے کی کوشش کی ہے؟
- کیا آپ نے اپنے اہل وعیال اور دینی بھائیوں کی اصلاح کی کوشش کی ہے؟
- کیا آپ نے کسی غیر مسلم بھائی کو اسلام کی دعوت دی ہے؟
- کیا آپ نے دینی معاشرہ کی تشکیل کے لیے اجتماعی جدوجہد میں حصہ لیا ہے؟
- کیا آپ نے ہر عمل کے ساتھ رضائے الٰہی اور آخرت طلبی کو مدنظر رکھا ہے؟
- کیا آپ نے موت، قبر اور آخرت کو یاد کر کے توبہ واستغفار کیا ہے؟
- کیا آپ ہمیشہ ہدایت واستقامت کے لیے دعا کرتے ہیں؟۔

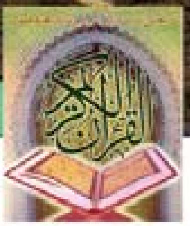

حج کی فرضیت

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ (سورہ آل عمران ۹۷)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے"۔

تشریح: حج اسلام کے ارکان خمسہ میں سے بنیادی رکن ہے جس کی فرضیت ۹ھ میں ہوئی، اور اللہ کے رسول ﷺ نے ۱۰ھ میں ایک ہی حج (حجۃ الوداع) کیا جبکہ چار عمرے کیے۔

حج کن پر فرض ہے؟ اس کے شرائط کیا ہیں؟ مذکورہ آیت میں اسی کا بیان ہے۔ شیخ صالح الفوزان اس ضمن میں لکھتے ہیں "اس آیت کریمہ کے کلمہ ﴿عَلَى﴾ سے حج کی فرضیت واضح ہوتی ہے۔ نیز آیت کے آخری کلمات ﴿وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ میں تارک حج کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بھی حج کی فرضیت اور اس کی تاکید خوب واضح ہوتی ہے— بنابریں جو شخص حج کی فرضیت کا عقیدہ نہیں رکھتا وہ بالا جماع کافر ہے" (فقہی احکام و مسائل (الملخص الفقہی) ۱/۳۳۲)

آیت کریمہ میں فرضیت حج کے لیے استطاعت کی شرط رکھی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ:

☆ مسلمان آزاد، عاقل اور بالغ ہو۔

☆ آدمی کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ بیت اللہ تک آنے جانے کا اور وہاں کے قیام وطعام کا خرچ برداشت کر سکے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا کہ استطاعت کا کیا مفہوم ہے تو آپ نے فرمایا: "سفر خرچ اور سواری" (دار قطنی)

☆ راستہ پُر امن ہو اور جان و مال کا خطرہ نہ ہو۔ (الفتح الربانی ۱۱/۴۲-۴۳)

☆ عورت کے لیے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم ہو مثلاً شوہر، باپ، بیٹا، چچا، ماموں وغیرہ۔ "کسی مومنہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن رات کا سفر کرے" (مسلم)

جس شخص کے اندر مذکورہ بالا شرائط پائے جا رہے ہوں اس پر زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض ہے۔

اگر کسی کو مالی استطاعت تو حاصل ہو البتہ جسمانی طور پر مجبور ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ کسی کو اپنی طرف سے حج کرنے کے لیے روانہ کرے، اسی کو حج بدل کہتے ہیں۔ سیدنا ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع سے قبیلہ خثعم کی ایک خاتون نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے باپ پر حج فرض ہو چکا ہے لیکن وہ اس قدر بوڑھا ہے کہ سواری پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں"۔ (بخاری مسلم)

اور جب قدرت حاصل ہو جائے تو حج فوراً کر لینا چاہیے اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: جس شخص کا حج کرنے کا ارادہ ہو وہ جلدی حج کر لے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ بیمار پڑ جائے یا اس کی کوئی چیز گم ہو جائے" (مسند احمد)

جس نے استطاعت کے باوجود حج نہیں کیا اس کے تعلق سے بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ "جس نے قدرت رکھنے کے باوجود حج نہیں کیا اس کے لیے برابر ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر"۔ (مناسک الحج للالبانیؒ)

اور حضرت عمر ؓ کہا کرتے تھے کہ "میں نے ارادہ کیا کہ ان شہروں میں اپنے آدمی بھیجوں جو پتہ لگائیں کہ جن لوگوں پر حج فرض ہے اور انہوں نے حج نہیں کیا ہے ان پر غیر مسلموں سے لیا جانے والا ٹیکس (جزیہ) نافذ کر دوں، وہ مسلمان نہیں، وہ مسلمان نہیں"۔ (سنن سعید بن منصور)

حج کی فضیلت

﴿عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ﴾ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ)

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "جس نے حج کیا اور دوران حج اس سے نہ کوئی شہوانی فعل سرزد ہوا اور نہ ہی اس نے فسق وفجور کا ارتکاب کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو کر لوٹا گویا آج ہی اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہے"۔ (بخاری مسلم)

تشریح: پیش نظر حدیث میں حاجی کے لیے اس انعام کا تذکرہ کیا گیا ہے جس سے وہ حج کے بعد سرفراز کیا جاتا ہے، البتہ انعام کے لیے شرط یہ رکھی گئی ہے کہ حج کے دوران دو باتوں سے دور رہا

☆ شہوانی فعل

☆ فسق وفجور کا ارتکاب

قرآن کریم میں بھی حج کی پابندیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا کہ ﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ کہ حج میں "رفث، فسوق اور جدال" سے اجتناب کیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان امور کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیوں ہوا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حج میں ان چیزوں سے اکثر سابقہ پڑتا ہے، دوران حج احرام کی پابندیوں کی وجہ سے عورت کو چہرہ ڈھکنے کی اجازت نہیں، اس لیے ساری عورتیں اپنا چہرہ کھلا رکھتی ہیں، مناسک حج کی ادائیگی کے وقت بسا اوقات ٹکرا جانے کی بھی نوبت آ جاتی ہے، ایسے حال میں اللہ کا ڈر دل میں بیٹھائے رہنا اور کسی عورت پر غلط نگاہ نہ ڈالنا حج کا اہم تقاضا ٹھہرا۔

پھر اس مناسبت سے لڑائی جھگڑے کے اسباب بھی پیدا ہو جاتے ہیں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والوں مختلف طبائع کے لوگوں اور مختلف تہذیب وثقافت کے حامل اشخاص سے معاملہ کرتے وقت اونچ نیچ کا ہونا یقینی ہے، بسا اوقات آپ نے کوئی کام صحیح سمجھ کر کیا جبکہ وہی کام دوسرے کے مزاج کے خلاف ہو گیا ایسی صورت میں لڑائی جھگڑے کی نوبت آ سکتی ہے لیکن آپ نے صبر وضبط سے کام لیتے ہوئے اپنے بھائی کی غلطی کو معاف کر دی تو بڑا اہم کام کیا۔

غرضیکہ ایک حاجی جب ایسے عظیم منسک کی ادائیگی کرتے ہوئے اپنے آپ کو شہوانی وجنسی فعل، جنگ وجدال اور فسق وفجور کی آلودگیوں سے پاک وصاف رکھتا ہے تو اس کے حق میں یہ خوش خبری سنائی جا رہی ہے کہ جب وہ حج کر کے گھر لوٹتا ہے تو وہ بالکل دودھ کا دھلا ہو جاتا ہے۔ اس کی حالت نوزائیدہ بچے کی سی ہوتی ہے۔ گویا وہ نئی زندگی کی شروعات کر رہا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے جو شخص گناہوں سے اس طرح پاک ہو جس طرح کہ اپنی پیدائش کے دن تھا آخر اس کے دخول جنت میں کونسی چیز مانع ہو سکتی ہے۔ تب ہی تو فرمایا گیا: اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ (احمد) "حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں"۔

حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جس میں گناہ کا کام نہ کیا گیا ہو اور اس کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد حاجی کے اندر نیکیوں کی رغبت پیدا ہو جائے اور وہ بُرائیوں سے کنارہ کش رہنے لگے۔

اتنی عظیم بشارت کے ہوتے ہوئے اگر حاجی اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا حقدار نہ بن سکے تو واقعی معاملہ قابل افسوس ہوگا، اس لیے حجاج بیت اللہ کو چاہیے کہ وہ اپنے حج کو ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک وصاف رکھیں۔

ایڈیٹر

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا......

جس وقت یہ شمارہ آپ کے ہاتھوں میں پہنچے گا آپ عید قرباں کی عظیم یادگار منانے کی تیاری کر رہے ہوں گے، ہر سال حج بیت اللہ اور عید قرباں کی مناسبت سے روایتی انداز میں سنت ابراہیمی کا اعادہ تو ضرور ہوتا ہے تاہم اس تابناک اور درخشندہ زندگی میں ملک وقوم، فرد ومعاشرہ اور خاندان کے لیے عبرت ونصیحت کا جو جامع پیغام دیا گیا ہے اس کی طرف ہمارا دھیان بہت کم جاتا ہے......وہ ابراہیم جنھوں نے کفر وشرک سے اٹے سماج کو توحید خالص کا پیغام سنایا تو آتش نمرود میں ڈالے گئے، توحید کا پیغام سنانے کے جرم میں باپ نے رشتہ کاٹ لیا اور گھر سے بے گھر کر دیا، سالوں تک جلاوطنی کی زندگی گذاری، مصر میں پہنچے تو کمبخت بادشاہ نے عزت پر حملہ کرنے کی کوشش کی، بڑی تمناؤں کے بعد دل کی کلیاں کھلیں تو ننھے اسماعیل کو ماں کے ساتھ مکہ کی بے آب وگیاہ سرزمین میں... بسا آنے کا حکم آیا، جب بچہ چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو آخری آزمائش ہوئی کہ اپنے نور نظر کو راہ خدا میں قربان کردو، چنانچہ بلا پس وپیش بڑھاپے کی لاٹھی کو توڑنے کے لیے از خود تیار ہو گیے۔ غرضیکہ ابراہیم ؑ کو طاقت سے زیادہ آزمایا گیا لیکن ہر جگہ ایثار وقربانی، تسلیم ورضا اور فداکاری کا نمونہ بنے رہے۔

آج جبکہ ہم سنت ابراہیمی منانے جارہے ہیں حق تو یہ تھا کہ ہم اسوۂ ابراہیمی کے درخشاں نقوش، ان کی ایثار وقربانی اور ایمان وعمل سے سبق حاصل کرتے جیسا کہ شمع رسالت کے پروانوں نے اس کردار کو اپنا کر انسانیت کی خزاں رسیدہ بستی کو شاداب کیا تھا لیکن افسوس کہ آج ہم پر ہر سال یہ موسم سایہ فگن ہوتا ہے اور گذر جاتا ہے تاہم ہماری عملی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔

انبیائے کرام کی زندگی کے عبرت آموز واقعات کوئی طفل تسلی نہیں بلکہ انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں، انہیں کی روشنی میں انسانیت کا قافلہ رواں دواں رہنا چاہیے۔

آج کے اس پر آشوب دور میں سنت ابراہیمی سے عبرت حاصل کرنے کی کس قدر ضرورت ہے اس کا صحیح اندازہ لگانا چاہتے ہوں تو انسانی سماج پر ایک نظر ڈال کر دیکھ لیجیے، لگتا ہے وہی ابراہیمی دور ایک بار پھر عود کر آیا ہے، بت پرستی، شمس پرستی، قمر پرستی، رجال پرستی، بادشاہ پرستی اور نہ جانے کون کون سی پرستیاں انسانی سماج میں رائج ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ ابراہیمی دور کے جیسے کفر کی علمبردار عالمی تنظیمیں اسلام اور اہل اسلام کو نیست ونابود کرنے کے لیے گویا ادھار کھائی بیٹھی ہیں، ایک طرف مادی وسائل اور خوفناک ہتھیاروں سے لیس دشمنان اسلام ہیں تو دوسری طرف فکری جنگ پر مشتمل مغرب سے درآمد اخلاق باختہ تہذیب دشمن جو مسلم معاشرے کے لیے زہر ہلاہل سے کم نہیں۔

یہ سنگین حالات امت مسلمہ کے لیے بڑا حوصلہ شکن نظر آرہے ہیں، اور مایوسی وقنوطیت طاری کر رہے ہیں بالخصوص اس وقت جبکہ ایک طرف ہم عید قرباں منانے جارہے ہیں اور لاکھوں حجاج کرام دیار حرم کے چپہ چپہ میں نعرۂ توحید بلند کر رہے ہیں تو دوسری طرف ہمارا قبلہ بیت المقدس صہیونیت کے نرغے میں ہے، مغربی قوتوں کی ملی بھگت سے عالمی صہیونیت نے مسجد اقصیٰ کی طرف عملی طور پر اپنا قدم بڑھانا شروع کردیا ہے۔ یہ ایسے وقت ہو رہا ہے جب کہ انہیں یقین ہوگیا ہے کہ اب اس امت میں ابراہیمی ایمان نہیں رہا، صلاح الدین ایوبی اور نور الدین زنگی جیسے سورما نہیں بچے۔

اب شاید وہ وقت آگیا ہے کہ عالمی صہیونیت جو خواب برسہا برس سے دیکھتی آرہی ہے شرمندۂ تعبیر ہو جاے۔ اس جانب انہوں نے پہلا قدم بڑھاتے ہوئے مسجد اقصیٰ کے صحن میں ہیکل سلیمانی کے نام پر شیطانی معابد کا دیوہیکل ماڈل نصب کردیا ہے۔

لیکن حالات جس قدر بھی ناگفتہ بہ ہوں بندۂ مومن حالات کی سنگینی سے نہیں گھبراتا، اس کا دل ہر حال میں امید سے معمور رہتا ہے، اس کا یقین وایمان اس کے دل کی کھیتی کو ہمہ وقت شاداب وشگفتہ رکھتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایمان ویقین کی بنیاد پر ہی فتح وکامرانی نصیب کی ہے، اور ایمان کے زوال سے ہی امت مسلمہ کو ذلت ورسوائی اور مختلف ادبار کا سامنا کرنا پڑا ہے، آج اگر ہمارے اندر وہی ابراہیمی ایمان پیدا ہو جائے تو آج بھی نار نمرود گل گلزار بن سکتا ہے، آج بھی ہماری مدد کے لیے فرشتے "قطار اندر قطار" اتر سکتے ہیں، البتہ شرط یہی ہے کہ سیرت ابراہیمی کی روشنی میں ملک وقوم، فرد ومعاشرہ اور خاندان کی تربیت کی جائے۔ اور اس کی شروعات اپنے گھر سے ہونی چاہیے۔ آخر کہاں تربیت ہوئی تھی اماں ہاجرہ علیہا السلام کی کہ جب ابراہیم ؑ بے آب وگیاہ سرزمین میں انہیں اکلوتے فرزند کے ساتھ چھوڑ کر ان سے اوجھل ہونا چاہتے ہیں تو فطری طور پر ایک لمحہ کے لیے پریشان ہو جاتی ہیں کہ چٹیل میدان میں جہاں ہو کا عالم ہے تن تنہا کیسے رہ سکیں گی تاہم جب ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہی حکم الٰہی ہے تو ساری بے چینی دور ہو جاتی ہے اور صبر وتوکل کی پیکر بنی بولتی ہیں "تب تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہ ہونے دے گا" سبحان اللہ! کیسا یقین تھا ہاجرہ علیہا السلام کا اللہ پر، اور کیسی تربیت کی تھی ابراہیم ؑ نے اپنی بیوی کی کہ جب اللہ کا واسطہ دیا جاتا ہے تو ایک سنسان جگہ پر ہونے کے باوجود سارا قلق واضطراب دور ہو جاتا ہے حالانکہ یہ وہی خاتون ہیں جو چند دنوں پہلے ظالم وجابر بادشاہ کے گھر میں تھیں جہاں نہ کوئی دین تھا نہ کوئی نظام حیات۔

پھر ننھے اسماعیل کا کردار دیکھیے کہ جب ابراہیم ؑ حکم الٰہی پاکر اپنی آنکھوں کے تارا اور بڑھاپے کے سہارا کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، اور ننھے اسماعیل سے عندیہ لینا چاہتے ہیں تو پاکیزہ ذریت کی پاکیزگی تسلیم ورضا کی صورت میں یوں ظاہر ہوتی ہے: " ابو جان! آپ کو جس کام کا حکم ملا ہے کر گذریے، اس میں پس وپیش نہ کیجیے، ہم پر اعتماد کیجیے، ہمیں ان شاء اللہ آپ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے"۔ اللہ اکبر۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی ... سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

عزیز قاری! یہ وقت کا تقاضا ہے کہ ہم خواب غفلت سے بیدار ہوں، اسوۂ ابراہیمی کی روشنی میں فرد ومعاشرہ کی تربیت کریں، اپنی اولاد کو اسماعیل ؑ اور اپنی بیوی کو ہاجرہ علیہا السلام کا نمونہ بنائیں اور ثابت کردیں کہ ہر دور میں نمرودی غرور کو توڑا جا سکتا ہے، وما ذلک علی اللہ بعزیز اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو......رہے نام اللہ کا

اچک لے جائیں یا ہوا اسے کسی دور دراز جگہ لے جا کر پھینک دے"۔(الحج ۳۱)

بیت اللہ کا طواف

جب حاجی مکہ مکرمہ پہنچتا ہے اور حرم پاک کی سرزمین پر قدم رکھنے کے بعد خانہ کعبہ پر اس کی پہلی نظر پڑتی ہے تو وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے، مقصد کی برآری پر اس کی آنکھیں ڈبڈبا اٹھتی ہیں۔ یہ ایک فطری جذبہ اور والہانہ تعلق ہے جو ہر مسلمان کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔

اس اہم فطری لگاؤ کے ساتھ ساتھ حاجی کو چاہیے کہ جب وہ خانہ کعبہ کے پاس آئے تو اس کے ذہن و دماغ میں اللہ کی عظمت وجلال کے نقوش بیٹھ جائیں اور مؤسس کعبہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سیرت اس کے ذہن کے پردے پر مرتسم ہو جائے جو موحدین کے پیشوا تھے، جنھوں نے خالص توحید پر اس کی بنیاد ڈالی تھی اور تعمیر مکمل ہونے کے بعد نہایت عاجزی و انکساری سے دعا کی تھی ﴿وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ﴾ (ابراہیم ۳۵) "یا الٰہا! مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچانا"۔

ایک مسلم خانہ کعبہ کا طواف محض اس لیے کرتا ہے کہ اللہ تعالی نے اسے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے حج و عمرہ کا رکن ٹھہرایا ہے ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ اور چاہیے کہ بیت اللہ کا طواف کریں، اسی طرح رکن یمانی کا استلام کرنے اور حجر اسود کو بوسہ دینے میں بھی متابعت واطاعت ہی کا جذبہ پایا جاتا ہے ورنہ ایک مسلمان کا ایمان ہے کہ اس کے اندر نہ نفع پہنچانے کی طاقت ہے اور نہ نقصان پہنچانے کی صلاحیت۔ اسی مفہوم کو خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا جب کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے:

"میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا"۔ (سنن النسائی)

یہاں پر ایک مسلمان کو سب سے بڑا سبق یہ ملتا ہے کہ خانہ کعبہ کے طواف، حجر اسود کے بوسہ اور رکن یمانی کے استلام کے علاوہ کسی دوسرے مقام کا نہ طواف ہو سکتا ہے، نہ کسی دوسرے مقام کو بوسہ لیا جا سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے مقام کا استلام کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ شریعت نے ہمیں ان مقامات کے علاوہ کسی دوسرے مقام کا طواف کرنے، بوسہ لینے یا استلام کرنے کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ خود خانہ کعبہ کی چادر کو چومنا، یا مقام ابراہیم کا بوسہ لینا، یا روضہ اقدس کو چومنا، یا مسجد نبوی کے در و دیوار کا بوسہ لینا یہ سب کے سب غلط ہے۔

طواف کی دو رکعات

جب حاجی طواف مکمل کر لے تو اسے حکم ہے کہ مقام ابراہیم کے

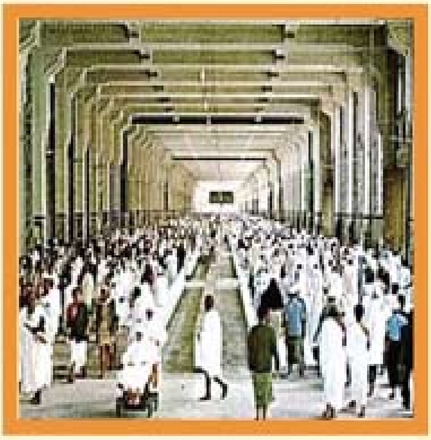

پاس طواف کی دو رکعت ادا کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص کی تلاوت کرے۔ ان آیات پر غور کرنے سے بھی ہمیں حج میں توحید کے واضح مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں یہ تینوں سورتیں دراصل توحید کا خلاصہ ہیں، سورہ فاتحہ میں توحید کے تینوں اقسام ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات شامل ہیں۔

اور سورہ الکافرون میں شرک سے برأت کا اظہار اور توحید خالص کا اعلان ہے اور سورہ اخلاص میں اللہ تعالی کو صفات کاملہ سے متصف کیا گیا ہے اور شرکت و ہمسری اور اولاد وغیرہ سے اس کی ذات کو منزہ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فَقَرَأَ فِيهِمَا بِالتَّوْحِيدِ آپ ﷺ نے ان دو رکعتوں میں توحید کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔

صفا و مروہ کی سعی

جب حاجی صفا و مروہ کی سعی کرنے جاتا ہے تو وہاں وحدانیت کے مظاہر کھل کر سامنے آتے ہیں، ایک حاجی کا دھیان فوراً ابراہیم اور ہاجرہ علیہما السلام کے قصے کی طرف چلا جاتا ہے جس میں توکل ہے، حسن ظن ہے اور اللہ تعالی سے استعانت ہے جب حاجی اس قصے پر غور کرتا ہے تو اس کا تعلق اللہ تعالی سے مضبوط ہونے لگتا ہے اور وہ توکل واعتماد کا چٹان بن جاتا ہے۔

جی ہاں! حج میں ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ اللہ پر ہمارا یقین پختہ ہونا چاہیے، اس کے دامن میں پناہ لی ہے تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

یوم عرفہ کی دعاء

حج میں توحید کے مظاہر میں سے ایک مظہر یوم عرفہ کی وہ مشہور دعا ہے جس کا حجاج عرفہ کے دن بکثرت اہتمام کرتے ہیں۔ ترمذی کی روایت کے مطابق سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"بہترین دعا وہ ہے جو یوم عرفہ میں مانگی جائے، میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے جو دعائیں کی ہیں ان میں سے افضل دعا یہ ہے [لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ] "اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں، سارے جہاں کی بادشاہی اور ہر قسم کی تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"۔

اس دعاء کی شروعات کلمہ طیبہ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ سے ہوتی ہے، جس کو زبان سے بولے بغیر ایک انسان مسلمان نہیں ہو سکتا لیکن افسوس کہ سارے مسلمان اس کلمہ کا ورد کرتے ہیں تاہم کتنے لوگ اس کے معنی سے بھی ناواقف ہیں اور کچھ لوگ اس کے معنی سے واقف تو ہیں تاہم اس کے مطابق ان کی زندگی گذر نہیں رہی ہے۔ کلمہ طیبہ کا سیدھا سادا مطلب ہوتا ہے اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، یعنی عبادت کی حقدار صرف اللہ رب العالمین کی ذات ہے۔ عبادت کیا ہے؟ نماز، روزہ، حج، قربانی، دعاء، نذر و نیاز، رکوع اور سجدہ یہ سب عبادات کے زمرے میں آتے ہیں جو اللہ رب العالمین کے لیے خاص ہونے چاہیے۔

قربانی

یوم النحر ..... یعنی دسویں ذی الحجہ کو حجاج کرام جمرہ عقبہ کو کنکری مارنے کے بعد قربانی کریں گے، قربانی کے اندر بھی وحدانیت کے مظاہر کھل کر سامنے آتے ہیں، یہ خون بھی خالق ارض وسما کے نام پر بہایا جاتا ہے، کسی درخت، پتھر، بت، ولی، یا فقیر کے نام پر نہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری قربانی، اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ تعالی ہی کے لیے ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے"۔ (الانعام 162)

اور فرمایا ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر 2) "پس اپنے رب کیلئے نماز پڑھ اور قربانی کر"۔

پتہ یہ چلا کہ ذبح ایک عبادت ہے جو خالص اللہ رب العالمین کے نام سے ہونی چاہیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ "اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جس نے اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے نام پر جانور ذبح کیا"۔ (مسلم)

غیر اللہ کے نام سے جو بھی خون بہایا جائے یہ شرک ہے خواہ ایک مکھی کا بھینٹ چڑھانا ہی کیوں نہ ہو۔

حج میں وحدانیت کی یہ چند مثالیں تھیں جنھیں ہم نے اختصار سے پیش کیا ہے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حج کا یہ عظیم منسک بھی ہمیں قدم قدم پر توحید کی تعلیم دیتا ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ ہم حج اور دیگر عبادات میں اس پہلو کو ہمہ وقت مد نظر رکھیں کیونکہ یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جو ہماری عبادات کو غیر قوموں کی عبادات سے ممیز کرتا ہے۔ اور اسی کے ذریعہ ہم دخول جنت کے حقدار بن سکتے ہیں۔

حج میں وحدانیت کے مظاہر......قدم بقدم

صفات عالم محمد زبیر تیمی

آج ایمانیات کے باب کو اس قدر معمولی سمجھ لیا گیا ہے کہ جس کسی نے کلمۂ شہادت کی گواہی دے لی، سمجھو کہ وہ مومن کامل بن گیا۔ اب اُسے اس کی طرف ادنیٰ التفات کی ضرورت نہیں رہی، حالانکہ یہ وہ اساس ہے جس پر دنیا و آخرت کی بھلائی قائم ہے، جس کے لیے زمین وآسمان کی پیدائش ہوئی، جن وانس کی تخلیق عمل میں آئی، انبیاء ورسل کی بعثت ہوئی اور کتابوں کا نزول ہوا اسلام کے ارکان اربعہ کا دارومدار اسی کلمے پر ہے۔ نماز تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک کلمۂ توحید کے اردگرد گھومتی ہے، قیام، قعود، رکوع، قومہ، سجدہ، اور تشہد ہر جگہ ایک اللہ کی حمد وثنا بیان کی جاتی اور ایک اللہ سے مانگا جاتا ہے۔ زکاۃ میں بھی اس کلمے کی بالادستی پائی جاتی ہے، روزہ میں بھی کلمہ شہادت کا پورا عکس دکھائی دیتا ہے۔ اور حج تو توحید کا مجسم نمونہ ہے، حج شروع سے اخیر تک کلمۂ توحید کے اردگرد گھومتا ہے۔ اس کے ایک ایک قدم پر توحید کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔

وطن سے نکلتے وقت

جب عازمین حج اپنے گھر سے نکلتے ہیں تو انکے سامنے بیوی بچوں، وطن اور جائداد واملاک کی محبت آڑے آتی ہے لیکن وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے، اپنا قیمتی مال خرچ کرتے ہیں، سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں، کتنے مالدار اور صاحب حیثیت جنہوں نے کبھی پردیسی زندگی اختیار نہیں کی، لیکن حج کے نشہ میں وطن اور اہل وعیال کو خیر باد کر رہے ہیں۔

کیوں؟ ظاہر ہے اس کا حقیقی محرک دراصل ایمان ہے، توحید ہے، اللہ کی سچی محبت ہے جس کے سامنے ساری محبتیں ہیچ ہیں۔

لباسِ احرام زیب تن کرتے وقت

جب حاجی میقات پہنچنے کے بعد حج کے منسک میں داخل ہونے کے لیے اپنے عام کپڑے اتار کر غسل کرتا ہے، اور بغیر سلا ہوا دو کپڑا ایک چادر اور ایک تہبند زیب تن کرتا ہے تو اس کے ذہن ودماغ میں موت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے کہ ایک دن ہمیں مرنا ہے، موت کا جام پینا ہے۔ لوگ ہمارے کپڑے اتار کر اسی طرح نہلائیں گے اور ایسے ہی کپڑے میں لپیٹ کر قبر کے حوالے کردیں گے۔

تلبیہ

جب حاجی حج کے احرام میں داخل ہونے کے لیے تلبیہ بولتا ہے تو اس میں پوری طرح توحید کا اعلان کرتا اور شرک سے برأت کا اظہار کرتا ہے ﴿لَبَّیْکَ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ﴾ "میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک ہر قسم کی تعریف تیرے لیے اور ہر نعمت تیری دی ہوئی ہے اور تیری ہی بادشاہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے"۔ اسے وہ مانگے پکارے بولتا ہے اور اس کے مفہوم کو اپنے ذہن ودماغ میں بیٹھائے رہتا ہے کہ اے اللہ ہم حاضر ہیں، تیری پکار پر لبیک کہتے ہیں، جس طرح تو بخشش وعنایت، احسان وکرم، اور ملکیت وبادشاہت میں یکتا ہے اسی طرح عبادت میں بھی یکتا ہے، تیرا کوئی ساجھی نہیں، تیرے علاوہ ہم کسی کو نہیں پکارتے، تیرے علاوہ ہم کسی پر اعتماد نہیں کرتے، تیرے علاوہ ہم کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا نہیں سمجھتے۔ غرضیکہ ایک حاجی ہر وقت اور ہر آن مئے توحید میں مست رہتا ہے اور محض اللہ تعالیٰ کو نفع ونقصان کا مالک سمجھتا ہے۔

یہ تلبیہ ہمارے سرکار نے اپنی امت کو سکھایا ہے جس کے لفظ لفظ سے توحید خالص کی بو ٹپکتی ہے کیونکہ آپ کی بعثت کا مقصد ہی توحید کی طرف دعوت اور شرک سے بیزاری کا اعلان تھا ورنہ بعثت سے پہلے بھی کفار ومشرکین حج کیا کرتے تھے اور تلبیہ بھی پکارا کرتے تھے۔ ان کا تلبیہ تھا لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ "اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، سوائے اس شریک کے جس کا تو مالک ہے وہ مالک نہیں"۔

یعنی وہ بھی مانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ومالک ہے، وہی روزی دیتا ہے، وہی مارتا اور جلاتا ہے، وہی ساری کائنات پر حکمرانی کر رہا ہے اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ یہ شرکاء بھی پورا اختیار نہیں رکھتے، ان کا بھی مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، لیکن چونکہ وہ اللہ کے قریبی ہیں، اللہ ان سے راضی ہے، ہم گنہگار ہیں، عاصی ہیں لہذا انکی کچھ عبادتیں کر لینے سے ہمیں بروز قیامت ان کی سفارش نصیب ہوگی، وہ ہمارے سفارشی بن جائیں گے قرآن نے انکے اس عقیدے کو نقل کیا ﴿مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی﴾ (الزمر ۳) "ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اللہ کے زیادہ قریب کر دیں"۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب کفار ومشرکین کو ﴿اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ﴾ کا اضافہ کرتے ہوئے سنتے تو کہتے ﴿وَیْلَکُمْ قَدْ قَدْ﴾ "تیری ہلاکت ہو بس کرو بس کرو" یعنی لَا شَرِیْکَ لَکَ پر غیر اللہ کا اضافہ کیوں کرتے ہو؟ پتہ یہ چلا کہ ایمان کے لیے ضروری ہے کہ ایک بندہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت کے سارے اقسام بجا لائے۔ نماز، روزے، حج، قربانی، دعا، نذر ونیاز، رکوع اور سجدہ سب خالص اللہ کے لیے ہونے چاہیے۔

اور یہی تلبیہ کا پیغام ہے، تلبیہ محض الفاظ کا بار بار اعادہ نہیں بلکہ اس کے معانی بھی حاجی کے ذہن ودماغ میں رچے بسے ہونے چاہیے تاکہ جس چیز کی وہ بار بار گواہی دے رہا ہے عمل بھی اس کے مطابق ڈھل جائے۔ چنانچہ اللہ کے علاوہ کسی سے نہ مانگے، اللہ کے علاوہ کسی سے مدد طلب نہ کرے، اللہ کے علاوہ کسی کو مشکل کشا اور حاجت روا نہ سمجھے۔

جب ایک حاجی کہتا ہے لَا شَرِیْکَ لَکَ "کہ اے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں"۔ تو اسے چاہیے کہ وہ شرک کی حقیقت کو جانتا ہو، اس کی خطرناکی سے آگاہ ہو، کیونکہ اسلام میں سب سے عظیم گناہ یہی ہے۔ یہ وہ عمل ہے جو انسان کے تمام اعمال کو اکارت کر دیتا ہے۔ سورہ انعام کے دسویں رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ جلیل القدر انبیائے کرام کے نام لے کر ان کے مقام ومرتبہ کو بیان فرمایا، اسکے بعد آیت نمبر 88 میں سبھوں کو ملا کر فرمایا: ﴿وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ "اگر ان انبیاء نے بھی شرک کیا ہوتا تو ان کے بھی اعمال اکارت وضائع ہو جاتے"۔ اور سورہ زمر آیت نمبر 65 میں اللہ تعالیٰ نے سید الرسل، سرکار دوعالم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ﴿لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ﴾ "اگر آپ بھی شرک کریں تو یقیناً آپ کا سارا عمل بھی ضائع ہو جائے گا اور آپ خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے"۔

ذرا غور کیجئے! شرک کے معاملہ میں جب انبیاء ورسل کو اس طرح خطاب کیا گیا تو ان کے سامنے ہم کس کھیت کی مولی ہیں، ہمیں تو اور زیادہ شرک کی خطرناکی سے آگاہ رہنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے اعمال اکارت ہو جائیں بالخصوص حجاج کرام کو اس کی طرف خاص دھیان دینے کی ضرورت ہے جو نہایت عظیم منسک کی ادائیگی کے لیے حرمین کی زیارت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آیات حج کے سیاق میں یہ آیت بھی ذکر کی ہے "اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا (یعنی اب اس کی کوئی حیثیت نہیں رہی) پھر اسے پرندے

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل

اللہ رب العالمین نے کچھ مہینوں کو کچھ مہینوں پر، کچھ دنوں کو کچھ دنوں پر، کچھ راتوں کو کچھ راتوں پر اور کچھ وقتوں کو کچھ وقتوں پر فضیلت اور بزرگی عطا فرمائی ہے، رمضان المبارک کا مہینہ تمام مہینوں میں سب سے زیادہ افضل واشرف ہے، عرفہ کا دن تمام دنوں میں سب سے زیادہ بابرکت ہے تو شب قدر تمام راتوں میں سب سے زیادہ خیر وبرکت والی رات ہے، اسی طرح عشروں میں، رمضان المبارک کا آخری عشرہ، ذی الحجہ کا پہلا عشرہ وغیرہ یہ سب خیر وبرکت سے بھرپور عشرے ہیں۔

رب العالمین کی جانب سے نیکیوں کی یہ تنزیلات اسلئے ہیں تاکہ اسکے بندے نیکیوں کے اس موسم کو غنیمت جانیں، اور کم وقت میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرکے اجر عظیم حاصل کرلیں۔ ان مبارک عشروں میں سے ایک، عشرۂ ذی الحجہ ہے، یہ وہ عشرہ ہے جس کے دنوں کی قسم اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں کھائی ہے، فرمان باری ہے: ''فجر کے وقت کی قسم، اور (ذی الحجہ کی ابتدائی) دس راتوں کی قسم'' (فجر: ۱-۲)

اللہ تعالیٰ نے اس میں سب سے پہلے فجر کی قسم کھائی ہے، جس سے مراد اکثر لوگوں کے نزدیک ہر دن کی فجر کا وقت ہے، لیکن قتادہؒ نے اس سے محرم کی پہلی تاریخ کی فجر مراد لی ہے، مجاہدؒ نے قربانی کے دن کی فجر بتلایا ہے، اور ضحاکؒ نے ذی الحجہ کا پہلا دن مراد لیا ہے اور بعض مفسرین نے اس سے عرفہ کے دن کی فجر مراد لی ہے۔

دوسری آیت میں دس راتوں کی قسم کھائی گئی ہے، جس کے متعلق امام ابن کثیرؒ نے سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ عشرۂ ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''عام دنوں کی بنسبت عشرۂ ذی الحجہ کے ان دس دنوں میں نیک اعمال اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا عام دنوں میں جہاد فی سبیل اللہ سے بھی زیادہ محبوب ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ہاں! راہ الٰہی میں جہاد بھی اتنا محبوب نہیں، سوائے اسکے کہ کوئی شخص راہ جہاد میں اپنا مال اور جان لے کر نکلا اور پھر واپس پلٹ کر نہیں

> ''یوم عرفہ کے روزہ کے متعلق مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جائے گا''۔ (مسلم)

> ''رمضان المبارک کے آخری عشرے کی راتیں ذوالحجہ کے پہلے عشرے کی راتوں سے افضل ہیں......اور ذی الحجہ کے پہلے عشرے کے دس دن، رمضان المبارک کے آخری عشرے کے دس دنوں سے زیادہ مبارک ہیں'' (مجموع الفتاوی)

آیا (یعنی شہید ہوگیا)۔ (بخاری)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ سے پوچھا گیا: ''کیا رمضان المبارک کا آخری عشرہ زیادہ مبارک ہے یا ذی الحجہ کا پہلا عشرہ؟ آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: ''رمضان المبارک کے آخری عشرے کی راتیں ذی الحجہ کے پہلے عشرے کی راتوں سے زیادہ افضل ہیں، اس لیے کہ اس میں لیلۃ القدر ہے، جو تمام راتوں کی سردار ہے، اور ذی الحجہ کے پہلے عشرے کے دس دن، رمضان المبارک کے آخری عشرے کے دس دنوں سے زیادہ مبارک ہیں، اس لیے کہ ان دنوں میں یوم عرفہ واقع ہے، جو کہ تمام دنوں میں سب سے زیادہ افضل واشرف ہے''۔ (مجموع الفتاوی)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ''عشرہ ذی الحجہ کا دیگر عشروں سے ممتاز ہونے کا جو سبب ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ اس عشرہ میں اتنی عبادتیں، جیسے نماز، روزہ، صدقہ وخیرات، حج وعمرہ اور قربانی وغیرہ جمع ہوگئیں کہ دوسرے عشروں میں ان تمام عبادتوں کا ایک وقت جمع ہونا ناممکن ہے''۔ (فتح الباری: 2/458)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو ہلال ذی الحجہ دیکھ لے، اور وہ قربانی کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے کچھ بھی نہ تراشے، جب تک کہ قربانی نہ کرلے''۔ (مسلم)

اس عشرے میں مستحب اعمال

فرائض اور سنن مؤکدہ کی پابندی اور نوافل کی بکثرت ادائیگی وہ اعمال ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ سے تقرب کا بڑا ذریعہ ہیں، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''تم اللہ کے لیے جو بھی سجدہ کرو گے اس سے اللہ تعالیٰ تمھیں ایک نیکی عطا کرتا، ایک درجہ بڑھا دیتا ہے اور اس کی وجہ سے تمہارا ایک گناہ مٹا دیتا ہے''۔ (احمد)

اور یہ تمام سال کے لیے عام ہے۔

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کرتے رہنا چاہیے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے پاس اس عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ عظیم دن اور کوئی نہیں، اور نہ ہی اسے ان دنوں میں نیک اعمال جس قدر محبوب ہیں اور کسی دنوں میں ہیں، اس لیے تم ان دنوں میں کثرت سے لا إلـٰہ إلا اللہ، اللہ أکبر، الحمد للہ پڑھا کرو''۔ (احمد)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ اور سیدنا ابو ہریرہؓ عشرہ ذی الحجہ میں مدینہ منورہ کے بازاروں میں تکبیرات اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہتے ہوئے نکلتے، اور ان کی تکبیر کی آواز سن کر دوسرے لوگ بھی زور زور سے تکبیر کہا کرتے تھے۔ سیدنا عمر بن خطابؓ منیٰ میں اپنے خیمے سے ''اللہ اکبر'' کی صدا لگاتے، اور مسجد والے بھی انکی آواز سن کر تکبیریں کہتے، بازار والے بھی انکا ساتھ دیتے، یہاں تک کہ تکبیر کی صداؤں سے سارا منیٰ گونج اٹھتا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ ان سارے ایام میں منیٰ میں نمازوں کے بعد اپنے بستر، خیمہ، مجلس اور چلتے پھرتے ہوئے بھی تکبیریں کہتے رہتے تھے۔ (بخاری)

نفلی عبادات کی اہمیت

ان دنوں میں نفلی عبادتیں بکثرت کرنی چاہیے، اس سے بندہ اللہ کا مقرب بن جاتا ہے، جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میرا بندہ جن عبادات کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان سب میں سے مجھے وہ عبادات زیادہ پسند ہیں جو میں نے اپنے بندے پر فرض کیں، میرا بندہ نفلی عبادات کے ذریعے میرے اتنا قریب ہوجاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں''۔ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے بدلے اسکے اور جہنم کے درمیان ستر سال کا فاصلہ پیدا فرما دیتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

یوم عرفہ کے روزے کی فضیلت

یوم عرفہ اس دن کو کہتے ہیں جس دن حاجی میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں، اس دن غیر حاجیوں کے لیے روزہ رکھنا بہت اجر وثواب کا باعث ہے۔

سیدنا ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوم عرفہ کے روزہ کے متعلق مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جائے گا''۔ (مسلم)

شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز السدیس
امام وخطیب ''مسجد حرام'' مکہ مکرمہ

امام کعبہ کا پیغام ضیوف الرحمٰن کے نام

اللہ کے بندو! ہر سال ان ایام میں امت مسلمہ ایسی عظیم الشان مناسبت کا استقبال کرتی ہے، جس کے لیے مومن کا دل بیتاب رہتا ہے۔ جس کی طرف نگاہیں مرکوز اور گردنیں دراز رہتی ہیں، جس کی آمد پر مسلمانوں کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ یہ دراصل خانۂ کعبہ میں فریضۂ حج کی ادائیگی ہے، جہاں مقامات مقدسہ ہیں، مشاعر مشرفہ ہیں، جو مہبط وحی ہے، منبع رسالت ہے، جہاں سے ساری دنیا میں ایمان کا نور جگمگایا، جہاں پر آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں، رحمتیں اترتی ہیں، لغزشوں سے درگذر کیا جاتا ہے، درجات بلند کیے جاتے ہیں، گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے، اور رب دو جہاں کی سخاوت عام ہوتی ہے۔ جیسا کہ بخاری ومسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''حج مبرور کا بدلہ جنت ہی ہے''۔

اور بخاری ومسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک دوسری روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''جس نے حج کیا اور دوران حج اس سے نہ کوئی شہوانی فعل سرزد ہوا اور نہ ہی اس نے فسق وفجور کا ارتکاب کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو کر لوٹا گویا آج ہی اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہے''۔

بیت اللہ کے حاجیو! خانہ کعبہ کا قصد کرنے والے اگر حج کے فوائد اور اس کے اثرات سے مستفید ہونا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حاجیوں کے لیے جو اجر وثواب اور فضل وانعام طے کر رکھا ہے اس سے بہرہ ور ہونے کے خواہاں ہیں تو ان کے لیے ضروری ہے کہ اس عظیم فریضے کی ادائیگی میں شرعی منہج اور نبوی طریقہ کا التزام کریں۔ حج کے چند شرائط اور ارکان ہیں، چند واجبات اور مستحبات ہیں، چند اصول وآداب ہیں جن کی رعایت نہایت ناگزیر ہے۔

اے اللہ کے بندو! اے عازمین حج! اے وہ لوگو! جنہوں نے جنگلات اور بے آب وگیاہ مقامات کو پار کیا ہے، مختلف فضاؤں اور سمندروں کی خاک چھانی ہے، مشکلات کا سامنا کیا ہے، مشقتیں برداشت کی ہیں، اپنے اموال واولاد اور وطن کو خیر باد کیا ہے، آپ کی خدمت میں یہ جامع نصیحتیں ہیں، نفع بخش مختصر کلمات ہیں، بالخصوص ایسے وقت میں جب کہ آپ اس عظیم عبادت کی تیاری کر رہے ہیں۔

پہلی نصیحت: اس اساس کو اپنائیں جس پر حج اور دیگر تمام عبادات کا دار ومدار ہے یعنی توحید باری تعالیٰ، عبادت کے سارے اعمال کو اسی کے لیے خالص کرنا، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
''آپ فرما دیجیے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا مرنا، یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں'' (الانعام ۱۶۲-۱۶۳)

حج کے مقاصد وفوائد میں سب سے عظیم مقصد وفائدہ توحید باری تعالیٰ کا اقرار اور شرک سے اجتناب ہے۔ ارشاد ربانی ہے:
''اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کر دی، اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا'' (الحج 26)

لہٰذا بندے کے لیے ضروری ہے کہ اپنی ضروریات کی تکمیل، مشکلات سے نجات، اور مریضوں کی شفا کے لیے صرف اور صرف اللہ رب العالمین کی پناہ طلب کرے جو معاملات کی تدبیر، شرور وفتن کو دور کرنے اور زمانوں کو بدلنے کا مالک ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اللہ رب العالمین بیزار ہے اس شرک سے جو مشرکین اس کے ساتھ ٹھہراتے ہیں۔

دوسری نصیحت: اپنے سارے اعمال خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے'' (الزمر 3)
نہ ریاکاری ہونی چاہیے، نہ نام ونمود اور نہ ہی اللہ سے ہٹ کر غیر اللہ کی طرف التفات خواہ وہ اشخاص ہوں، یا چیزیں یا اصول ومناہج جو اس اصل کے منافی ہوں۔

تیسری نصیحت: رسول پاک ﷺ کی اطاعت وتابعداری کو لازم پکڑیں۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجا لائیں اور آپ کی سنت کو حرز جاں بنالیں کیونکہ آپ ﷺ کا خود ارشاد ہے ''جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہماری سنت کے مطابق نہیں وہ مردود ہے'' (مسلم) اور حج کے تعلق سے فرمایا: ''ہم سے حج کے مناسک سیکھ لو'' (مسلم)

چوتھی نصیحت: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں، اس کی اطاعت کے اعمال بجا لائیں، اور عمل صالح کے ذریعہ اس کی قربت حاصل کرنے کی کوشش کریں بالخصوص اس وقت جب کہ افضل ترین زمان ومکان اکٹھا ہو جائے:
''اور اپنے ساتھ زاد سفر رکھ لیا کرو سب سے بہتر زاد راہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے'' (البقرۃ 197) ذکر، دعاء، تلاوت قرآن، تلبیہ، نماز اور نیکی واحسان کا بکثرت اہتمام ہونا چاہیے۔

پانچویں نصیحت: فریضۂ حج کی عظمت کا احساس دل ودماغ پر طاری رکھیں: نہ تو یہ کوئی بری سیاحت ہے، نہ کوئی فضائی تفریح، اور نہ ہی اسے تقلید وعادت اور نقل کے طور پر انجام دیا جاتا ہے بلکہ یہ ایمانی سیاحت ہے، جس کی فضا بلند معانی اور نیک مقاصد سے لبریز ہوتی ہے، یہ ایمانی وفکری آلودگیوں اور منہجی واخلاقی مخالفتوں سے دور رہ کر توبہ وانابت، رجوع الی اللہ اور صراط مستقیم کے التزام کا سنہری موقع ہے۔

چھٹی نصیحت: اس بیت عتیق اور مبارک سرزمین کی عظمت وشان کا دل میں احساس ہو، یہاں خون نہیں بہایا جا سکتا، اس کے درخت اکھاڑے نہیں جا سکتے، یہاں کے شکار بھگائے نہیں جا سکتے، یہاں کی گمشدہ اشیاء اٹھائی نہیں جا سکتیں سوائے اس کے جو اس کا اعلان کرنا چاہتا ہو۔ (بخاری ومسلم)
یہاں درخت، شکار، انسان، اور حیوان خوف اور اذیت سے بالکل محفوظ ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے'' (آل عمران 97)۔
اس جگہ ایسے اعمال انجام دینا جائز نہیں جو مقاصد شریعت اور منہج اسلام کے منافی ہوں، یہاں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف دعوت دی جا سکتی ہے، یہاں صرف توحید کا شعار ہی بلند کیا جا سکتا ہے، یہاں اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والوں کے لیے جائز نہیں کہ مسلمانوں کو تکلیف دے، یا امن وامان سے رہنے والوں کو خوفزدہ کرے، یا حج کے اعمال سنت نبوی کے خلاف بجا لائے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے'' (الحج 25)

ساتویں نصیحت: مسائل حج سے آگاہی حاصل کر کے حج کی تیاری کریں، اور جس مسئلے میں اشکال پیدا ہو اس کی بابت اہل علم سے دریافت کر لیں، کیونکہ جہالت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی یا سنت نبوی کے خلاف حج کے اعمال بجا لانا جائز نہیں۔ یہ ایسا معاملہ ہے، جس کا حاجیوں کو کافی اہتمام کرنے کی ضرورت ہے۔

آٹھویں نصیحت: گناہوں اور معاصی سے کلی اجتناب کریں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''حج میں اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے''۔ (البقرہ 197) طاعات کی انجام دہی پر نفس کو آمادہ کریں، اور منکرات سے خود کو دور رکھیں خواہ ان کی نوعیت جیسی بھی ہو۔

نویں نصیحت: حج کو خالص کرنے اور ان تمام امور کو بجا لانے کی سعی کریں جن سے آپ کے حسنات زیادہ ہوں، اور حج کے مناسک مکمل ہو سکیں۔ جن میں سر فہرست نیک دوست کا انتخاب اور پاکیزہ وحلال کمائی ہے جو کہ قبولیت حج کا سبب ہے

دسویں نصیحت: مکارم اخلاق، اور شرعی آداب سے مزین ہوں اور گفتار وکردار، ہاتھ یا زبان سے بندگان خدا کو اذیت نہ پہنچائیں۔ کیونکہ حج ایک ایسا مدرسہ ہے جو صبر وتحمل، تعاون باہمی اور ایثار وقربانی جیسے پاکیزہ اخلاق، عمدہ خصائل، نیک عادات، اور اعلیٰ اوصاف کی تعلیم دیتا ہے۔

امت کے پاسبانو! یہ نہایت ناگزیر ہے کہ خانہ کعبہ کے حجاج اس عظیم فریضے کو سمجھیں، اپنے دلوں میں ان وصیتوں کو اتاریں، اور اپنے کردار کے ذریعہ ان کا عملی نمونہ پیش کریں۔ آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ملت اسلامیہ ایمان وعمل، اتحاد واتفاق، صبر وشکر، آپسی تعاون وبھائی چارگی، اور اجتماعیت وباہمی یکجہتی کے اسباق کو دہرائے اور یہ سب کے سب اس عظیم فریضے کے آثار وثمرات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان ﴿لِیَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾ میں جمع کر دیا ہے۔

میں جا رہی ہو اگر تم اس نیت سے جاؤ گی تو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کریں گے اور اگر تکلیف بھی ہوئی تو وہ تکلیف ہوگی جو ہمارے رسول ﷺ کی اصل سنت ہے۔

وہ دہلی سے پھلت اور پھر ہمارے گھر آ گئی۔ ہم اسے دیکھ کر آگ بگولہ ہو گئے۔ میں نے اسے جوتوں اور لاتوں سے مارا۔ اس نے یہ تو نہیں بتایا کہ کہاں رہی؟ البتہ یہ بتایا کہ وہ مسلمان ہو گئی ہے اور اب اسے اسلام سے کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ ہم اس پر سختی کرتے تو الٹا ہمیں مسلمان ہونے کو کہتی۔ اس کی ماں بہت بیمار تھی۔ دو مہینے کے بعد وہ مرگئی تو وہ اس کو دفن کے لیے مسلمانوں کو دینے کو کہتی اور یہ کہتی رہی کہ میری ماں نے میرے سامنے کلمہ پڑھا ہے۔ اب روز ہمارے گھر میں ایک فساد ہونے لگا' کبھی وہ بھائیوں کو مسلمان ہونے کو کہتی تو کبھی باپ کو' ہم لوگوں نے اسے میرٹھ اس کے ننھیال میں پہنچا دیا۔ اس کے ماموں بھی اس کی مسلمانیت سے عاجز آ گئے اور انہوں نے اسکے والد کو اور مجھے بلایا کہ اسے ہمارے یہاں سے لے جاؤ، ہم لوگ روز روز کے جھگڑوں سے عاجز آ گئے ہیں۔

اب میں نے بجرنگ دل کے ذمہ داروں سے مشورہ کیا' سب نے اسے مار ڈالنے کا مشورہ دیا۔ میں اسے گاؤں لے آیا' ایک دن جا کر ندی کے کنارے پانچ فٹ گہرا گڑھا کھودا۔ میں اور میرے بڑے بھائی (حراء کے والد) ؤ اسے گھر کے بہانے اس کو لے کر نکلے۔ اسے شاید اصل حقیقت کا علم ہو چکا تھا' وہ نہائی، نئے کپڑے پہنی اور ہم سے کہا کہ چچا! آخری نماز پڑھنے دو' جلدی سے نماز پڑھی اور خوشی خوشی دلہن سی بن کر ہمارے ساتھ چل دی۔

کس دل سے پوری کروں یہ داستان؟ مگر پوری تو کرنی ہے، میرے تھیلے میں پانچ لیٹر پٹرول تھا۔ ہم اس کو لیکر اس گڑھے کے پاس پہنچے جو ایک دن پہلے پروگرام کے تحت کھودا گیا تھا۔ مجھ جیسے درندہ صفت چچا نے یہ کہہ کر اس پھول سی بچی کو اس گڑھے میں دھکا دے دیا کہ تو ہمیں جہنم کی آگ سے کیا بچائے گی تو خود نرک کا مزہ چکھ۔ گڑھے میں دھکا دیکر میں نے اس کے اوپر سارا پٹرول ڈال دیا اور ماچس جلا دیا۔

میرے بھائی (حراء کے والد) بس روتے ہوئے اس کو کھڑے دیکھتے رہے' جلتی ہوئی ماچس کی تیلی جب اس پر گری تو آگ اس کے نئے کپڑوں میں بھڑک اٹھی اس حال میں اس نے ہاتھ آسمان کے طرف اٹھائی اور چیخی:

''میرے اللہ! آپ مجھے دیکھ رہے ہیں نا! میرے اللہ! آپ مجھے دیکھ رہے ہیں نا! میرے اللہ! آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں نا! اپنی حراء سے بہت پیار کرتے ہیں نا' ہاں میرے اللہ! آپ غار حراء سے بھی محبت کرتے ہیں' اور گڑھے میں جلتی حراء سے بھی محبت کرتے ہیں نا' آپ کی محبت کے بعد مجھے کسی کی محبت کی ضرورت نہیں''۔

اس کے بعد اس نے زور زور سے کہنا شروع کیا: ابا! اسلام ضرور قبول کر لینا' مسلمان ضرور ہو جانا' چاچا! مسلمان ضرور ہو جانا'

مجھ جیسے درندہ صفت چچا نے یہ کہہ کر اس پھول سی بچی کو اس گڑھے میں دھکا دے دیا کہ تو ہمیں جہنم کی آگ سے کیا بچائے گی تو خود نرک کا مزہ چکھ۔ گڑھے میں دھکا دیکر میں نے اس کے اوپر سارا پٹرول ڈال دیا اور ماچس جلا دیا۔

اس پر مجھے غصہ آ گیا اور میں بھائی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر چلا آیا۔ بھائی صاحب مجھ سے کہتے رہے کہ ایک بار اور سمجھا کر دیکھ لیتے' مجھے ان پر غصہ آیا۔

بعد میں واپس آتے ہوئے ہم نے گڑھے کے اندر سے زور زور سے ''لا الہ الا اللہ'' کی آوازیں آتی سنی' ہم اپنے مذہبی فریضے کو ادا کر کے چلے آئے مگر اس کے ایمان و یقین میں ڈوبے آخری الفاظ میرے پتھر دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر گئے۔ حراء کے والد آکر بیمار ہو گئے' ان کے دل میں صدمہ سا بیٹھ گیا اور یہ بیماری ان کے لیے جان لیوا ثابت ہوئی۔ مرنے کے دو دن پہلے انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ میں نے زندگی میں جو کچھ کیا مگر اب میری موت میرا کے دھرم پر جائے بغیر نہیں ہو سکتی۔ تم کسی مولوی کو بلا لاؤ۔ میں بھی بھائی صاحب کی حال کی وجہ سے ٹوٹ گیا۔ میں مسجد کے امام صاحب کو لے آیا۔ انہوں نے ان کو کلمہ پڑھا کر ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ بھائی صاحب نے مجھ سے کہا کہ مجھے مسلمانوں کی طرح مٹی دینا۔ میرے لیے یہ بہت مشکل تھا مگر میں نے بھائی کی آخری خواہش پوری کرنے کے لیے ان کو علاج کے بہانے دہلی لے گیا' وہاں ایک ہاسپٹل میں داخل کیا۔ اسپتال میں ہی انکی موت ہوئی۔ وہ بہت اطمینان سے مرے' ہمدرد کے ایک ڈاکٹر سے یہ حال سنایا تو انہوں نے کچھ مسلمانوں کو بلا کر انکے دفن کا انتظام کیا۔ مگر بھائی کے مسلمان ہو کر مرنے کا مجھے بہت دکھ تھا اور یہ یقین ہو گیا کہ میری بھابھی بھی مسلمان ہو گئی ہوگی۔

مجھے ایسا لگا کہ کسی مسلمان نے میرے گھر پر جادو کر دیا ہے اور وہ دلوں کو باندھ رہا ہے کہ ایک ایک کر کے سب اپنے دھرم کو چھوڑ کر مسلمان ہو کر مر رہے ہیں۔ اس تعلق سے میں نے بہت سے جیوتشیوں سے بات کی۔ میں ایک تانترک کی تلاش میں ''شاملی'' سے ''اون'' جا رہا تھا، بس میں سوار ہوا تو بس کسی مسلمان کی تھی اور ڈرائیور بھی مسلمان تھا۔ اس نے ٹیپ میں قوالی چلا رکھی تھی' ''بڑھیا'' نام کی قوالی تھی۔ اس میں ہمارے نبی ﷺ کو ایک بڑھیا کے ستانے' لیکن آپ ﷺ کا اس کے ساتھ اچھے سلوک' اس کو سمجھانے اور پھر بڑھیا کے مسلمان ہو جانے کا قصہ تھا۔ اسپیکر میرے سر پر ہی تھا۔ اس قوالی نے میری سوچ ہی بدل دی۔ مجھے خیال ہوا کہ جس نبی کا یہ قصہ ہے وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ میں ''اون'' کے بجائے ''جھنجھانہ'' اتر گیا۔ اور خیال ہوا کہ مجھے اسلام کے بارے میں پڑھنا چاہیے' اس کے بعد شاملی کی بس میں بیٹھ گیا۔ اس میں بھی ٹیپ بج رہا تھا۔ پاکستان کے

مولانا قاری حنیف صاحب کی تقریر تھی' مرنے اور مرنے کے بعد کے حالات پر تقریر مشتمل تھی۔ مجھے ''شاملی'' اترنا تھا مگر تقریر ابھی مکمل نہ ہوئی تھی' شاملی بس اسٹاپ پر پہنچ کر ڈرائیور نے ٹیپ بند کر دیا۔ میں نے تقریر سننے کے لیے مظفر نگر کا ٹکٹ لے لیا مگر ''بگھرا'' پہنچ کر وہ تقریر ختم ہوگئی۔ اس تقریر نے اسلام سے میرے فاصلے کو بہت کم کر دیا۔ میں بڑھانہ روڈ پر اتر کر گھر جانے کے لیے دوسری بس میں سوار ہو گیا۔ اس بس میں مجھ سے قریب ایک مولوی صاحب بیٹھے ہوئے تھے' ان سے میں نے کہا کہ میں اسلام کے بارے میں کچھ پڑھنا چاہتا ہوں اور اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں' آپ اس سلسلہ میں میری مدد کریں' انہوں نے کہا آپ پھلت جا کر مولوی کلیم صدیقی سے ملیں۔ میں نے پھلت کا پتہ معلوم کیا اور گھر جانے کے بجائے پھلت پہنچا۔ مولوی کلیم صدیقی موجود نہیں تھے' اگلے روز صبح کو آنے والے تھے۔ رات کو ایک ماسٹر صاحب نے مجھے مولوی کلیم صدیقی کی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دیا۔ اس کتاب کی زبان اور دل کو چھو لینے والی باتوں نے مجھے شکار کر لیا۔ مولوی صاحب صبح سویرے کے بجائے اگلے دن شام کو پھلت آئے۔ میں نے مغرب کے بعد ان سے مسلمان ہونے کی خواہش کا اظہار کیا اور کہا میں اسلام کے بارے میں معلومات کرنے آیا تھا مگر آپ کی امانت نے مجھے شکار کر لیا۔ مولوی صاحب بہت خوش ہوئے۔ ۱۳ جنوری ۲۰۰۰ء کو مجھے کلمہ پڑھایا اور میرا نام عبداللہ رکھا۔ رات کو میں وہیں رکا' میں نے مولوی صاحب سے ایک گھنٹے کا وقت مانگا۔ اور اپنے ظلم و بربریت کے ننگے ناچ کی کہانی سنائی۔ مولوی صاحب نے مجھے تسلی دی کہ اسلام پچھلے سارے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ مگر میرے دل کو اطمینان نہ ہوا کہ اس درجہ سفا کی اور بربریت کو کس طرح معاف کیا جا سکتا ہے۔ مولوی صاحب مجھ سے کہتے رہے کہ قبول اسلام سے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ آپ اپنے دل کے اطمینان کے لیے اب کچھ مسلمانوں کی جان بچانے کی کوشش کریں۔ قرآن کا فرمان ہے کہ نیکیاں گناہوں کو زائل کر دیتی ہیں (اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ) میں اپنے دل کی تسلی کے لیے کوشش کرتا ہوں کہ کسی حادثہ میں یا بیماری میں' کوئی مسلمان مر رہا ہے تو اسے بچاؤں۔

میں نے گاؤں کے مکانات اور زمینیں سستے داموں میں فروخت کی اور دہلی میں مکان لیا۔ بیوی اور دو بھتیجیوں اور حراء کی بہن کو تیار کیا اور پھلت لے جا کر کلمہ پڑھوایا۔ میرا دل ہر وقت اس غم میں ڈوبا رہتا ہے کہ اتنے سارے مسلمانوں اور پھول سی بچی کا سفا کی سے قتل کرنے والا کس طرح معافی کا مستحق ہے۔ مولوی صاحب نے مجھے قرآن شریف پڑھنے کو کہا اور خاص کر سورۃ بروج کو بار بار پڑھنے کو کہا' اب مجھے وہ زبانی یاد ہے، مجھے ایسا لگا کہ غیب کے جاننے والے اللہ نے اس میں ہمارا ہی نقشہ کھینچا ہے۔ (سورۃ البروج: ۴۔۹)

اس سورہ کو پڑھیں اور حراء کی تڑپا دینے والی آخری صداؤں پر غور کریں۔ (بشکریہ ماہنامہ 'ارمغان' فروری ۲۰۰۵ء)

میں مسلمان کیوں ہوا؟

ذیل کے سطور میں ایک ایسے سنگ دل انسان کے قبولِ اسلام کی عبرت آموز داستان پیش کی جارہی ہے جس نے اپنے بھائی کے ساتھ مل کر برادرزادی کو قبولِ اسلام کے جرم میں زندہ جلا کر اصحاب اخدود کی مثال قائم کی تھی۔ داستان درد و کرب، عبرت و نصیحت اور خوشی و غمی کے امتزاج سے لبریز ہے...... پڑھئے اور پڑھتے جائیے۔ اسے ہم برادرم مرزا تنویر بیگ صاحب کے شکریہ کے ساتھ شاملِ اشاعت کر رہے ہیں جنہوں نے ہمیں ارسال کیا ہے۔ (ادارہ)

اگر میں یہ کہوں کہ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے۔ آج تک میں دنیا کا ظالم ترین شخص ہوں' بدترین اور خوش قسمت ترین انسان ہوں تو یہ میرا بالکل سچا تعارف ہوگا۔ میں ضلع مظفرنگر کی "بڑھانا" تحصیل کے مسلم راج پوت اکثریت والے گاؤں میں اب سے تقریباً پاس پینتالیس سال قبل پیدا ہوا۔ میرا گھرانہ نہایت مذہبی ہندو' لیکن جرائم پیشہ تھا۔ والد اور چچا جرائم پیشہ گروہ کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے لوٹ مار اور ظلم خاندانی طور پر گھٹی میں داخل تھا۔

۱۹۸۷ء میں میرٹھ کے فسادات کے موقع پر میں اپنے باپ کے ساتھ رشتہ داروں کی مدد کے لیے میرٹھ ہی رہا اور ہم دونوں نے کم از کم پچیس مسلمانوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ اس کے بعد مسلم نفرت کے جذبہ سے متاثر ہو کر بجرنگ دل میں شامل ہوا۔ بابری مسجد کی شہادت کے سلسلہ میں ۱۹۹۰ء میں شاملی میں کتنے مسلمانوں کو قتل کیا اسی طرح ۱۹۹۲ء میں "بڑھانہ" میں بہت سے مسلمانوں کو شہید کیا۔ مگر تقدیر کے بھید بڑے نرالے ہیں، آج میں مسلمان ہوں، میرے قبولِ اسلام کا واقعہ بڑا عجیب ہے:

میرے ایک بڑے بھائی تھے جنکی دو لڑکیاں اور دو لڑکے تھے۔ اور مجھے کوئی اولاد نہیں ہے۔ ان کی بڑی لڑکی کا نام ہیرا تھا۔ وہ عجیب دیوانی لڑکی تھی' بہت ہی جذباتی' جس سے ملتی بس دیوانوں کی طرح' جس سے نفرت کرتی' پاگلوں کی طرح' کبھی کبھی ہمیں یہ خیال ہوتا کہ شاید اس کے اوپر کوئی اثر ہے لہٰذا دکھایا سنایا مگر اس کا حال جوں کا توں رہا۔ آٹھویں کلاس کے بعد اس کی پڑھائی روک دی گئی مگر اس نے گھر والوں کی مرضی کے بغیر بائی اسکول کا فارم بھر دیا اور آٹھ دن کھیتوں میں مزدوری کی تاکہ فیس بھرے اور کتابیں منگوائے، جب کتابیں اسے خود ہی سمجھ میں نہ آئی تو گھر کے سامنے ایک برہمن کے گھر اسکی لڑکی سے پڑھنے جانے لگی۔ برہمن کا لڑکا بدمعاش اور ڈاکو تھا۔ نہ جانے کس طرح میری بھتیجی ہیرا کو بہکایا اور اس کو لیکر "بڑوت" کے جنگل میں جہاں اسکا گروہ رہتا تھا پہنچا۔ وہ اس کے ساتھ چلی تو گئی مگر وہاں جا کر اسے اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال آیا' اپنی بدنامی اور اپنی غلطی کا احساس ہوا تو چپکے چپکے روتی تھی۔

اس گینگ میں ادریس پور کا ایک مسلمان لڑکا بھی تھا۔ ایک روز اس نے اسے روتے ہوئے دیکھ کر اس کے رونے کی وجہ معلوم کی۔ تو اس نے بتایا کہ میں نادانی میں اسکے ساتھ آتو گئی مگر مجھے اپنی عزت خطرے میں لگ رہی ہے اور اپنے ماں باپ کی پریشانی مجھے یاد آرہی ہے۔ اسکو ہیرا پر ترس آگیا اور اس نے کہا میں تجھے اپنی بہن بناتا ہوں' میں تیری عزت کی حفاظت کروں گا اور تجھے اس جنگل سے نکال کر صحیح سلامت تیرے گھر پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ اس نے تدبیر یہ نکالی کہ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ لڑکی تو بہت بہادر اور اپنے ارادے کی پکی معلوم ہوتی ہے۔ ہمیں اپنے گروہ میں ایک دو لڑکیوں کو ضرور شامل کرنا چاہیے۔ اکثر ہمیں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب جنگل میں اس کو رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو لڑکوں کے کپڑے پہناؤ۔ اس کی بات سب ساتھیوں کو سمجھ میں آگئی۔ ہیرا کو کپڑے پہنا کر لڑکا بنایا گیا اور اسے ساتھ لے کر پھرا جانے لگا۔

اب اس نے ایک روز ہیرا کو کسی بہانے سے بڑوت بھیجا اور ہیرا سے کہا کہ تو وہاں تانگہ میں بیٹھ کر ہمارے گھر ادریس پور چلی جانا اور وہاں جا کر میرے چھوٹے بھائی سے سارا حال سنانا اور کہنا کہ تیرے بھائی نے بلایا ہے۔ اور اس کو بتا دینا کہ وہ یہاں آکر یہ کہے کہ وہ لڑکی کو "بڑوت" والوں نے شک میں پکڑ کر پولس کے حوالے کر دیا ہے۔ ہیرا نے ایسا ہی کیا' اس کا بھائی جنگل میں گیا اور اس نے اپنے بھائی سے جا کر کہا کہ اس لڑکی کو "بڑوت" والوں نے شک میں پکڑ کر پولس کے حوالے کر دیا ہے۔ اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ ہیرا کو تھانے بھیج دو، اور وہ جا کر تھانے میں کہے کہ مجھے ایک گروہ گاؤں سے اٹھا کر لے گیا تھا۔ کسی طرح میں چھوٹ کر آگئی ہوں' مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ ہیرا نے ایسا ہی کیا۔ بڑوت تھانے والوں نے "بڑھانہ" تھانہ سے رابطہ کیا' وہاں پر اس لڑکی کے اغوا کرنے کی رپورٹ پہلے لکھی ہوئی تھی۔ "بڑھانہ" تھانے کے لوگ لیڈیز پولس لے آئے اور تھانے سے ہیرا کو لے کر ہمارے گاؤں آئے۔ ہم نے اسے گھر تو رکھ لیا مگر ایسی بدچلن لڑکی کو گھر کیسے رکھیں۔ لیکن ہیرا نے بتایا کہ اس نے اپنی عزت کی حفاظت کی ہے۔ یقین کسی کو نہ آیا' تو ڈاکٹری چیک اپ کے لیے اسے اسپتال اس نیت سے لے گیا کہ اگر باعفت ہوگی تو ٹھیک ورنہ مار کر "بڑھانہ" ندی میں ڈال آئیں گے۔

اللہ کا کرنا ہوا کہ ڈاکٹر نے رپورٹ دی کہ اس کی عزت سلامت ہے۔ خوشی خوشی اس کو لے کر گھر آئے مگر وہ اب مسلمانوں کا بہت ذکر کرتی تھی اور بار بار ایک مسلمان لڑکے کی وجہ سے اپنے بچ جانے کا ذکر کرتی تھی۔ وہ مسلمانوں کے گھر جانے لگی۔ وہاں ایک لڑکی نے اسے "دوزخ کا کھٹکا" اور "جنت کی کنجی" نامی کتابیں دیں۔ مسلمانوں کی کتاب میں نے گھر میں دیکھا تو میں اسے بہت مارا اور خبردار کیا کہ اگر اس طرح کی کتاب میں نے گھر میں دیکھا تو تجھے کاٹ ڈالوں گا۔ مگر اس کے دل میں اسلام گھر کر چکا تھا۔ اور اسلام نے اس کے دل کی اندھیری کوٹھری کو اپنے نور سے منور کر دیا تھا۔ اس نے مدرسہ میں جا کر ایک مولوی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور چپکے چپکے نماز سیکھنے لگی اور وقتاً فوقتاً نماز پڑھنے لگی۔ مسلمان ہونے کے بعد وہ شرک کے اندھیرے گھرانے میں گھٹن محسوس کرنے لگی۔ وہ بالکل اداس اداس رہنے لگی' ہر وقت ہنسنے والی لڑکی ایسی ہو گئی جیسے اس کا سب کچھ بدل گیا ہو۔ پھر وہ کسی طرح پروگرام بنا کر گھر چھوڑ کر چلی گئی۔ ایک مولوی صاحب اس کو اپنی بیوی کے ساتھ "پھلت" چھوڑ آئے۔ کچھ دن مولوی کلیم احمد صدیقی کے گھر رہی پھر مولوی صاحب نے اس کو احتیاط کے طور پر دہلی اپنی بہن کے گھر بھیج دیا۔ وہاں اسے بہت ہی مناسب ماحول ملا۔ اسے اپنے گھر والوں خصوصاً اپنی ماں سے بہت محبت تھی۔ اس کی ماں بہت بیمار رہتی تھی۔ ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کی ماں مر گئی ہے۔ آنکھ کھلی تو ماں کی بہت یاد آئی' اگر ایمان کے بغیر اس کی ماں مر گئی تو کیا ہوگا؟ یہ سوچ کر رونے لگی اور اسکی چیخیں نکل گئی۔ گھر کے سبھی لوگ اٹھ گئے اس کو سمجھایا' تسلی دیا۔ وقتی طور پر وہ چپ ہوگئی مگر بار بار وہ خواب یاد کر کے روتی تھی۔ بار بار وہ ماں کو یاد کرتی اور گھر جانے کی اجازت مانگتی مگر مولوی صاحب سمجھاتے کہ تمہارے گھر والے تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اور پھر تمہیں ہندو بنالیں گے۔ ایمان کے خطرہ سے رک جاتی مگر جب گھر کی یاد آتی تو گھر جانے کی ضد کرنے لگتی۔ بہت مجبور ہو کر مولوی صاحب نے اس کو اجازت دیا۔ مگر سمجھایا کہ تم اپنے گھر والوں کو اسلام کی دعوت دینے کی نیت سے گھر جاؤ۔ اور واقعی اگر تمہیں اپنے گھر والوں سے محبت ہے تو اس محبت کا سب سے ضروری حق یہ ہے کہ تم ان کو اسلام کی دعوت دو اور انکو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کرو۔ ہیرا (جس کا نام اب حراء ہو چکا تھا) نے کہا کہ وہ تو اسلام کے نام سے ہی چڑھتے ہیں' وہ ہرگز اسلام نہیں قبول کر سکتے۔ مولوی صاحب نے اس سے کہا تم بھی تو اسلام سے اسی طرح چڑھتی تھی' جس طرح اب شرک سے نفرت کرتی ہو۔ اللہ سے دعا کرو اور مجھ سے عہد کرو کہ تم گھر اپنی ماں اور گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر

گوشت خوری: اسلام کا نقطۂ نظر

ہندوؤں کی چند متعصب تنظیمیں عام دنوں میں بالعموم اور عید قرباں کے موقع پر بالخصوص یہ واویلا مچاتی ہیں کہ مسلمان حیوانات کو ذبح کر کے بڑی بے رحمی کا مظاہرہ کرتے ہیں، ذیل کے سطور میں اسی غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا ہے۔

اس غلط فہمی کے ازالہ سے پہلے چند بنیادی باتوں کا سمجھ لینا بیحد ضروری ہے

◉ گوشت خوری کو اس وجہ سے بے رحمی کہا جاتا ہے کہ اس میں ایک جان کو قتل کیا جاتا ہے۔ اگر اس اعتبار سے غور کیا جائے تو سوچنا چاہیے کہ کیا پیڑ پودوں میں جان نہیں ہوتی۔ جبکہ اس دور میں سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ پیڑ پودے بھی احساسات سے عاری نہیں، اُن میں بھی جان ہوتی ہے۔ اس تحقیق کا سہرا ایک ہندوستانی سائنس داں آچاریہ جگدیش چندر بوس کے سر جاتا ہے انہوں نے نباتات پر اپنی تحقیقات کے ذریعہ ثابت کیا کہ نباتات بھی حیوانات کی طرح جاندار ہیں ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ انہوں نے نباتات کے احساسات کو ریکارڈ کرنے کے لیے ایک آلہ ایجاد کیا۔ اس آلہ کے ذریعہ انہوں نے یہ دکھایا کہ نباتات بھی دوسری جاندار چیزوں کی طرح دکھ سکھ کا احساس رکھتے ہیں۔ کیا اس تحقیق کی بنیاد پر غلہ، دالیں، سبزی، پھل کھانا چھوڑ دینا چاہیے؟۔

◉ ہندو لوگ اپنے کھانوں میں دہی کو سب سے زیادہ استعمال کرتے ہیں دودھ سے دہی بنانے والے وہ کروڑوں بیکٹیریا ہوتے ہیں جو دودھ میں پیدا ہوتے ہیں تو کیا اس وجہ سے دہی کھانا چھوڑ دینا چاہیے؟۔

◉ ہم جس ہوا میں سانس لیتے ہیں اس میں کروڑوں اور اربوں جراثیم تیرتے پھرتے ہیں جو ہماری سانس کے ساتھ جسم میں جا کر مر جاتے ہیں۔ کیا اس لیے ہوا میں سانس لینا چھوڑ دینا چاہیے؟۔

◉ ہم جس زمین پر چلتے ہیں اس پر ہمارے چلنے سے کتنے ہی کیڑے مکوڑوں کی جان جاتی ہے تو کیا ہمیں زمین پر چلنا بند کر دینا چاہیے؟۔

معلوم ہوا کہ انسانی زندگی کی بقا اور تحفظ کے لیے قدم قدم پر جاندار مخلوقات کی ہلاکت لازم آتی ہے اور اُسے گوارا کیا جاتا ہے پھر انسانوں کی غذائی ضروریات کے لیے جانوروں کو ذبح کرنے کی بات کیوں سمجھ میں نہیں آتی جبکہ حقیقت کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

اب اس مسئلہ پر ذرا اس پہلو سے بھی غور کیجیے:

◉ دنیا میں کئی علاقے ایسے ہیں جہاں گھاس کا تنکا بھی پیدا نہیں ہوتا، یہاں کے لوگوں کی زندگی کا دارومدار مچھلی اور ان جانوروں کے گوشت پر ہوتا ہے جو وہاں پائے جاتے ہیں۔ کیا گوشت کھانے پر پابندی لگانا ان کو بھوکا مارنا نہیں ہوگا جس کے نتیجے میں وہ زندگی سے محروم ہو جائیں گے؟۔

◉ پالتو جانور جب تک دودھ اور بچے دینے کے قابل ہوں اپنے مالکوں کے لیے فائدہ مند ہوں گے لیکن جب اس قابل نہ رہیں تو ان کے اخراجات کا بوجھ کون اٹھائے گا؟ جب جانور بوجھ بننے لگیں گے تو ان کو پالنے کی ذمہ داری کون لے گا؟

◉ گوشت میں پروٹین ہی پروٹین ہوتی ہے، گوشت کے پروٹین انسانی جسم کا جزو بننے کی سب سے زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں اس لیے ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ متوازن غذا میں گوشت کا ہونا ضروری ہے۔

گوشت خوری کی یہی اہمیت ہے جس کی وجہ سے اسلام، یہودیت، اور عیسائی مذہب گوشت خوری کی اجازت دیتے ہیں بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کے زمانے میں گوشت خوری عام تھی اور انہوں نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی۔ وہ خود بھی گوشت کھاتے تھے۔ انتقال سے قبل انہوں نے گوشت کھایا تھا۔ بدھ مت کے ماننے والوں میں جانور ذبح نہ کرنے کا رجحان ڈھائی سو سال قبل مسیح کے ایک بدھ حکمران اشوک کے زمانے سے پیدا ہوا ہے۔ اس عہد میں دیوتاؤں کے نام پر اور ان کے آستانوں پر جانوروں کی قربانی کرنے اور ان کا گوشت کھانے کا عام رواج تھا، اشوک نے اس پر پابندی لگا دی اور اس قانون کو سختی سے نافذ کیا۔

خود ہندو دھرم کی کتابیں نہ صرف گوشت خوری کی اجازت دیتی ہیں بلکہ گائے کا گوشت کھانے کا تاکیدی حکم بھی دیتی ہیں۔

منواسمرتی میں لکھا ہے: ''جو شرادھ اور مدھوپرک میں پروسے گئے گوشت نہیں کھاتا وہ اکیس جنموں تک مویشی بنتا ہے''
(۵/۳۵)

''کھانے کے لائق جانوروں کو کھانے والے کو دوش (گناہ) نہیں ہوتا، کیوں کہ کھانے کے لائق جانور کو اور نہ کھانے والے جانور کو برہما جی نے پیدا کیا ہے'' (۳۰/۵)

مہابھارت کے ون پرو میں آتا ہے کہ راجا رتی دیو کو اس لیے شہرت ملی کیوں کہ وہ گایوں کو ذبح کر کے اپنے باورچی خانے میں پکوایا کرتا تھا: ''راجا رتی دیو کی رسوئی کے لیے دو ہزار مویشی کاٹے جاتے تھے، روزانہ دو ہزار گائیں کاٹی جاتی تھیں''
(۱۸/۱۰)

برہم ویوت پُران میں آتا ہے: ''پانچ کروڑ گایوں کا گوشت اور مالپوئے برہمن لوگ کھاگیے'' (پرکرتی کھنڈ، ادھیائے ۱)

اسی پُران میں مہادیو سوگیہ نام کے راجہ کے بارے میں کہتے ہیں: ''جس کے راجیہ میں پکا ہوا گوشت برہمنوں کو روز دیا جاتا ہے''۔ (۵۰/۱۳)

رام چندر جی کو ہندومت میں بہت اہم مقام حاصل ہے۔ انہوں نے جب چودہ سو سال کا طویل عرصہ اپنی بیوی سیتا اور بھائی لچھمن کے ساتھ بن باس میں گزارا تو اس دوران جنگلی پھلوں کے علاوہ ہرن اور دوسرے جانوروں کا شکار کیا اور اُن کا گوشت کھایا، اس کی تفصیل والمیکی کی رامائن میں موجود ہے۔

مذاہب میں صرف جین مت گوشت خوری کا مخالف ہے۔ اس کا سبب اس کا ''اہنسا'' کا نظریہ ہے۔ اہنسا کا مطلب یہ ہے کہ کسی جاندار کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ اس نظریہ کو اگر اس کے وسیع مفہوم میں لیا جائے تو کوئی انسان اس دنیا میں زندگی نہیں گزار سکتا۔ اس لیے کہ ہر لحہ قدم قدم پر اس سے ہنسا کا صدور ہوگا۔ یہ نظریہ جین مت کے تصور کائنات اور نظام حیات سے تو ہم آہنگ ہے کہ وہ ترک دنیا، ترک تمدن اور ترک خواہشات ولذات کا داعی ہے لیکن جو مذاہب دنیا اور اسباب دنیا سے فرار کی تلقین نہیں کرتے اُن کے نزدیک یہ کیوں کر قابل قبول ہوسکتا ہے؟!

(تفصیل کے لیے دیکھیے غیر مسلم کے شبہات اور ہمارا موقف: پروفیسر عمر حیات خان غوری (ص ۱۰۵-۱۱۱) اور مولانا محمد رضی الاسلام ندوی کا مقالہ گوشت خوری۔ اسلام کا نقطۂ نظر: جو دوقسطوں میں ماہنامہ راہ اعتدال فروری مارچ ۲۰۰۱ء کے شمارے میں شائع ہوا ہے)

اس دور میں سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ پیڑ پودے بھی احساسات سے عاری نہیں، اُن میں بھی جان ہوتی ہے۔ اس تحقیق کا سہرا ایک ہندوستانی سائنس داں آچاریہ جگدیش چندر بوس کے سر جاتا ہے۔

محمد خالد اعظمی (کویت)

غیر مسلموں میں دعوت، وسائل و ذرائع اور رکاوٹیں

جناب محمد اقبال ملا سکریٹری شعبۂ دعوت جماعت اسلامی ہند سے ایک غیر رسمی ملاقات

محترم جناب محمد اقبال ملا کا تعلق صوبہ کرناٹک سے ہے' موصوف جماعت اسلامی ہند کی مختلف ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے ہیں' آج کل وہ جماعت اسلامی ہند کے سکریٹری شعبۂ دعوت ہیں۔ جب راقم السطور نے اُن سے مجلہ "المصباح" کے لیے دعوت کے موضوع پر گفتگو کرنی چاہی تو فوراً تیار ہو گئے۔ ہماری اور جناب محمد اقبال ملا کے مابین گفتگو کافی طویل تھی لیکن قارئین کے فائدے کی چیزیں پیشِ خدمت ہیں۔ (محمد خالد اعظمی)

دعوت کا مفہوم

دعوت کا عمومی معنی بندگان خدا کو خدا کی کامل بندگی کی دعوت دینا بالخصوص ہمارے معاشرے میں توحید سے محروم انسانوں کو توحید سے واقفیت کرانا ہے۔اسی ضمن میں رسالت، آخرت اور انسانی مساوات کی بنیادی تصورات اور ان کے تقاضوں سے روشناس کرانا بھی آتا ہے۔

جبکہ دوسری جانب دعوت کا سلبی پہلو یہ ہے کہ شرک اور انسانی تقسیم، اوتارواد، اورآواگمن کے غلط تصورات اور ان کی خامیوں کو مدلل انداز میں پیش کیا جائے۔

دعوت کے وسائل وذرائع

یہ پوچھے جانے پر کہ دعوت کے کاموں میں کن کن وسائل وذرائع کا استعمال ہونا چاہیے' جناب ملا صاحب نے فرمایا کہ قدیم اور جدید دونوں طرح کے وسائل کا استعمال ہونا چاہیے انہوں نے قدیم وسائل کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ انفرادی اور وفودی شکل میں ملاقاتیں کرنا اور غیر مسلموں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرانا، ساتھ ہی ساتھ ان لوگوں کے اشکالات اور ذہن میں پیدا ہونے والے سوالوں کے تشفی بخش جوابات دینا۔ اسکے علاوہ کتابچوں، فولڈرس، ہینڈبل، سمپوزیم عید ملن افطار پارٹی اور مختلف مناسبات پر ہونے والے خطاب عام وغیرہ۔

دوسری جانب جناب ملا صاحب جدید وسائل کے استعمال سے متعلق فرماتے ہیں کہ اس ترقی یافتہ دور میں میڈیا نے کافی عروج حاصل کرلی ہے لہذا دعوتی میدان میں کام کرنے والے اداروں اور افراد کو چاہیے کہ ان وسائل کا پورا استعمال کریں تاکہ بندگان خدا تک بسہولت اسلام کی دعوت پہونچائی جاسکے دعوت کے کام کے لیے الیکٹرونک میڈیا بھی بہت ہی اہم ذریعہ ہے جیسے ٹی۔وی چینل کا استعمال۔

دعوت کی راہ میں داخلی وخارجی رکاوٹیں

غیر مسلموں میں دعوتی کام کے مسائل پر جناب محمد اقبال ملا نے کہا کہ یہاں دو طرح کے مسائل ہیں خارجی اور داخلی خارجی مسائل کا تعلق اسلام تحریک اسلامی اور مسلمانوں کے خلاف پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا زبردست مخالفانہ پروپگنڈہ کررہی ہے۔

جب کہ ہندوستان کی سات ریاستوں میں تبدیلی مذہب مخالف قانون نافذ ہے، اس کی وجہ سے لوگ اسلام قبول کرنے اور کروانے میں بھی خوف محسوس کرتے ہیں، لیکن یہ دونوں خارجی رکاوٹیں دعوت دین کے لیے کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے، لیکن ہماری اصلی اور حقیقی رکاوٹیں داخلی ہیں جن کا تذکرہ کیے بغیر چارہ نہیں۔ان رکاوٹوں کی وضاحت کرتے ہوئے جناب ملا صاحب نے بتایا کہ:

- ہمارے اکثر داعیوں میں اللہ کے بندوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کا جذبہ ابھی تک پیدا نہیں ہوا ہے' جبکہ ہمارے ملک میں اچھے اچھے دعاۃ موجود ہیں۔
- مسلمانوں کا اخلاقی، سماجی، اور معاشرتی بگاڑ، جسکے باعث وہ غیر مسلموں میں اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔
- مسلکی تعصب اور مسلمانوں کا آپسی اختلاف بھی ایک اہم رکاوٹ ہے جس نے دعوتی فضا کو مزید خراب کردیا ہے۔
- سب سے اہم اور بنیادی رکاوٹ داعیوں کا مقامی زبان سے ناواقفیت ہے۔

نومسلموں کے مسائل

جب راقم الحروف نے نومسلموں کے مسائل سے متعلق دریافت کیا تو جناب اقبال ملا صاحب نے فرمایا کہ ان کے بہت سارے مسائل ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

- اسلامی تعلیم وتربیت، جس میں کلمہ شہادت سے لے کر وضو، غسل، نماز، نماز جمعہ وعیدین، نماز جنازہ وغیرہ سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ ہے۔
- قانونی مسئلہ۔
- روزگار کا مسئلہ۔
- سب سے بنیادی اور سماجی مسئلہ شادی بیاہ کا ہے۔ عمومی صورتحال یہ ہے کہ نومسلم لڑکیوں اور لڑکوں کو مسلم معاشرہ قبول کرنے کو تیار نہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اگر نومسلم لڑکا پڑھا لکھا اور اچھے منصب پر فائز ہے تو مسلم معاشرہ طوعاً وکرھاً اپنی لڑکی اس کو دے دیتے ہیں لیکن نومسلم لڑکیوں کو اپنی بہو بنانے کے لیے کم ہی تیار ہوتے ہیں۔ مہاجرین وانصار جیسی فضا بنانے کے لیے ہمارے مسلم بھائی تیار نہیں۔
- ہمارے بعض مسلم بھائیوں کی سوچ یہ ہے کہ اگر غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہونگے تو اس سے ہندوستانی فضا میں کشیدگی پیدا ہوگی، ایسی فکر وخیال رکھنے والے خود ہمارے لیے مسئلہ ہیں۔
- مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد نومسلموں کے لیے اسلامی مراکز کی کمی' جہاں ان کی صحیح ڈھنگ سے تربیت کی جاسکے:

آپ کو سن کر حیرت ہوگی کی جس ملک میں ایک ارب لوگ بستے ہوں وہاں صرف چھ یا سات اسلامی مراکز ہیں۔ اس سے زیادہ ہماری بے حسی اور کیا ہوگی، ضرورت اس بات کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ اسلامی مراکز کی تعمیر کی جائیں۔

- نومسلم مرد وخواتین کے لیے الگ الگ مرکز ہونے چاہیے۔
- نومسلموں کی تعلیم وتربیت کے لیے قرآن وسنت کی روشنی میں ایک جامع نصاب بنایا جائے۔

دعاۃ کے نام پیغام

اخیر میں جناب اقبال ملا نے داعیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالی نے دعاۃ کے لیے انتہائی سازگار ماحول فراہم کر رکھا ہے۔دعوت کے لیے مواقع کی تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ مواقع خود بخود فراہم ہو رہے ہیں

برادران وطن اسلام کو جاننے اور سمجھنے میں دلچسپی لے رہے ہیں، وہ اسلام سے نفرت نہیں کرتے بلکہ اسلام کے بارے میں جان کر خوشی محسوس کرتے ہیں اور شکریہ بھی ادا کرتے ہیں البتہ دیکھنا یہ ہے کہ ہم اس سنہرے موقع سے کتنا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

سفر کے احکام ومسائل

حافظ عبدالحفیظ عمری مدنی (کویت)

جمعہ کے دن سفر کرنے کا حکم

جمعہ کے دن زوال کے بعد جب اذان ہوجائے تو سفر کے لیے نکلنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اللہ تعالی نے اذان کے بعد جمعہ کے لیے چل پڑنے اور خرید وفروخت چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾۔ (سورہ الجمعہ:۹) ''اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لیے آذان ہوجائے تو اللہ کے ذکر (خطبہ) کے لیے دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو''۔

عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنا منع ہے

• ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ: ''کوئی مرد آدمی کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے اور کوئی عورت محرم کے بغیر ہرگز سفر نہ کرے، ایک شخص اٹھا اور کہا: اے اللہ کے رسول فلاں فلاں غزوہ میں میرا نام لکھ دیا گیا ہے اور میری بیوی (تنہا) حج کے لیے نکل گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: تم بھی چلے جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو''۔ (بخاری، مسلم)۔

یہ ایک واضح دلیل ہے کہ عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں: اس حدیث میں باہمی تعارض والے امور میں اہم کو مقدم رکھنے کی بات بیان کی گئی ہے؛ جب اُس شخص کا سفر جہاد اس کی بیوی کے سفر حج سے ٹکرا گیا تو بیوی کے ساتھ حج کرنے کو مقدم رکھا گیا؛ اس لیے کہ غزوہ میں اس کی جگہ دوسرا جاسکتا تھا لیکن حج میں اس کی بیوی کے ساتھ کوئی دوسرا اجنبی شخص نہیں جاسکتا تھا۔ (شرح مسلم: مجلد۵، جزء۹/۹۳)۔

آج کے پرفتن دور میں تو عورت کا تنہا سفر کرنا فتنوں سے خالی نہیں ہے۔ مزید یہ کہ عورت ایک کمزور مخلوق ہے، اسے بہت سی ایسی ضرورتیں پیش آسکتی ہیں جنہیں صرف ایک محرم ہی ادا کرسکتا ہے۔

بغیر ضرورت اہل خانہ سے دور رہنا

ابن حجرؒ فرماتے ہیں: بغیر ضرورت کے اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر دور رہنا (مثلاً تفریحی پروگرام اور ٹور پر جانا) مکروہ ہے خاص کر جس کو یہ اندیشہ ہو کہ اس کی غیر حاضری میں اس کے اہل وعیال کا نقصان ہوگا۔ (فتح الباری: ۳/۳۰/۷)۔

سواری پر فرض نماز کی ادائیگی

آج کل کی نئی سواریوں پر مجبوری کے وقت فرض پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ یا پھر اپنی منزل پر پہنچ کرتا خیر سے پڑھنا چاہیے؟ کیا فرض نماز کی ادائیگی کے وقت بھی قبلہ رخ ہونا ضروری ہے؟۔

جواب: اگر سواری اپنے اختیار کی نہیں ہے، اگر نماز میں لگ جائیں تو سواری کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہے اور اگر نماز کو منزل پر پہنچنے تک تاخیر کرنے سے نماز کا وقت بھی ختم ہوسکتا ہے تو اپنی استطاعت بھر جیسا ممکن ہوسکے نماز ادا کرلے اس لیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ اللہ تعالی کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ (البقرۃ: ۲۸۶)۔ اور اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾۔ اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔ (الحج:۷۸)۔ ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾۔ پس جہاں تک تم سے ہوسکے اللہ سے ڈرتے رہو۔ (التغابن:۱۶)۔

• رہا یہ مسئلہ کہ سواری کا رخ قبلہ کی طرف نہ ہو تو کیا مسافر اپنی سواری پر نماز پڑھ سکتا ہے، یا پھر شروع سے آخر تک یا صرف شروع میں قبلہ رخ ہونا کافی ہے؟۔

جواب: یہ مسئلہ دراصل نماز پڑھنے والے پر منحصر ہے کہ اگر قبلہ رخ ہونا ممکن ہو تو اس پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ قبلہ رخ ہونا واجب ہے، اس لیے کہ فرض نمازوں میں چاہے سفر میں ہو یا حضر میں قبلہ رخ ہوئے بغیر نماز درست نہیں ہوتی اور اگر قبلہ رخ ہونا ممکن نہیں ہے تو حتی المقدور اللہ سے ڈرتے ہوئے (جیسے ممکن ہو نماز ادا) کرلیں۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: رقم فتوی: ۱۳۷۵)۔

موزوں پر مسح کرنا

مسافر کے لیے وضو کے وقت تین دن اور تین راتیں اپنے موزوں پر مسح کرنے کی اجازت ہے۔ البتہ شرط یہ ہے کہ اس نے وضو کرکے موزے پہنا ہو۔ (مسلم)۔

نمازوں میں قصر کرنا

سفر میں مسافر کے لیے یہ رخصت دی گئی ہے کہ وہ چار رکعت والی نمازوں کو دو رکعت پڑھے، اس کو قصر کہتے ہیں۔ (بخاری مسلم)۔ البتہ مسافر اگر مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو مسافر کو پوری نماز پڑھنی چاہیے۔ (احمد، مالک)۔

• چار رکعت والی نمازیں تین ہیں: ظہر، عصر اور عشاء۔ مغرب اور فجر کی نمازوں میں قصر نہیں ہے۔

> اونٹ کے ذریعہ یا پیدل ایک دن اور ایک رات کی مسافت کو سفر کہا جاتا ہے جو تقریباً اسی (۸۰) کلومیٹر کے برابر ہے۔ لہذا جو شخص اسی (۸۰) کلو میٹر یا اس سے زیادہ کا سفر کرے تو اسے قصر کرنے کی اجازت ہے۔

مسافتِ سفر: اونٹ کے ذریعہ یا پیدل ایک دن اور ایک رات کی مسافت کو سفر کہا جاتا ہے جو تقریباً اسی (۸۰) کلومیٹر کے برابر ہے۔ لہذا جو شخص اسی (۸۰) کلومیٹر یا اس سے زیادہ کا سفر کرے تو اسے قصر کرنے کی اجازت ہے۔

مدت قصر: چار دن تک اگر کسی جگہ قیام کا ارادہ ہے تو قصر کرسکتے ہیں۔ اگر چار دن سے زیادہ قیام کا ارادہ ہے تو پوری نماز پڑھنی چاہیے۔ (تحفۃ الاخوان باجوبۃ مھمۃ فی ارکان الاسلام لابن باز، ص:۱۲۳)۔ (شرح بلوغ المرام از صفی الرحمن مبارکپوری، فقہ الحدیث ج ا ص:۵۷۸)۔

• اگر مسافر حالت تردد میں ہے کہ آج واپس ہوجاؤں گا کل واپس ہوجاؤں گا تو جب تک وہ اپنے وطن واپس نہ لوٹے اس وقت تک قصر کرسکتا ہے۔ (امام ترمذی نے اس سلسلہ میں اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے، دیکھیے: جامع ترمذی: ۵۴۸ بحوالہ فقہ الحدیث ج ا ص:۵۷۷)۔

وضاحت: قصر کے لیے سفر کی مسافت اور مدت کی تعیین؛ اہل علم کا ایک اجتہادی مسئلہ ہے نبی کریم ﷺ سے قطعی طور پر کوئی تعیین وارد نہیں ہے لہذا اہل علم کے جو بھی اقوال اقرب الی الحدیث ہیں انہیں اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مذکورہ تعیین علامہ ابن باز وغیرہ جیسے اہل علم کی تحقیق ہے جو اقرب الی الحدیث ہے۔

جمع بین الصلاتین

یعنی دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرکے پڑھنا۔ سفر میں جمع بین الصلوتین جائز ہے، مثلاً: ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت یا عصر کے وقت ملا کر پڑھنا، اسی طرح مغرب اور عشاء کو مغرب کے وقت یا عشاء کے وقت ملا کر پڑھنا۔ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے (سفر) میں اگر سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کے وقت دونوں کو ایک ساتھ جمع کرکے پڑھتے، اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرتے تو عصر کو مقدم کرتے اور ظہر کے وقت دونوں کو جمع کرکے پڑھتے، پھر نکل پڑتے، اور آپ مغرب اور عشاء میں بھی اسی طرح کرتے۔

اور اگر مغرب سے پہلے کوچ کرتے تو مغرب کو مؤخر کرتے اور عشاء کے وقت دونوں کو جمع کرکے پڑھ لیتے اور اگر مغرب کے بعد کوچ کرتے تو عشاء کو مقدم کرتے اور مغرب کے وقت دونوں کو جمع کرکے پڑھ لیتے۔ (ابوداود، ترمذی: صحیح)۔

مسافر کو افطار کی اجازت

مسافر کو رمضان میں روزے ترک کرنے کی اجازت ہے اور دیگر ایام میں ان کی قضاء واجب ہے۔ (البقرۃ:۱۸۶)۔

محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)

قربانی: فضائل واحکام

سیدنا زید بن ارقم ؓ کہتے ہیں: صحابہ کرام ؓ نے سوال کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: تمہارے باپ سیدنا ابراہیم ؑ کی سنت ہے۔ پھر پوچھا: اس میں ہمارے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔ پھر دریافت کیا: یا رسول اللہ! اگر جانور میں اون ہو تو؟ فرمایا: اون کے ایک ایک روئیں کے بدلے ایک ایک نیکی عطا کی جائے گی“۔ (احمد)

ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: انسان نے قربانی کے دن کوئی ایسا کام نہیں کیا جو قربانی کے خون بہانے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو، اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنی سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا، اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دربار میں شرف قبولیت پالیتا ہے، اس لیے اس سے تم اپنے دلوں کو خوش کرو“۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

قربانی کے جانور

قربانی کے جانور آٹھ ہیں، جن کے متعلق آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ان جانوروں کی قربانی کی ہے اور وہ یہ ہیں
❁ اونٹ ❁ اونٹنی ❁ گائے ❁ بیل ❁ بکرا ❁ بکری ❁ مینڈھا ❁ مینڈھی۔

بکرا یا مینڈھا ایک گھر کی جانب سے کافی ہے، جبکہ گائے میں سات، اور اونٹ میں سات اور دس آدمی بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

بعض لوگ گائے پر قیاس کرکے بھینس یا بھینسے کی قربانی کرتے ہیں، جب کہ یہ ان آٹھ جانوروں میں شامل نہیں، رسول اللہ ﷺ اور نہ ہی صحابہ کرام ؓ اور تابعین سے اسکا کوئی ثبوت ملتا ہے، اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ اس جانور کی قربانی نہ کی جائے۔

قربانی کا جانور موٹا تازہ ہونے کے ساتھ ساتھ دو دانتا ہو، صرف دنبے یا مینڈھے میں گنجائش ہے کہ اگر دو دانتا نہ مل سکے تو ایک سال کا بھی کفایت کر جائے گا۔ نیز جانور عیوب سے پاک ہو، اندھا، لنگڑا، لاغر، اس قدر بوڑھا کہ قربان گاہ تک بھی نہ جا سکے، سینگ ٹوٹا ہوا، کان کٹا ہوا نہ ہو، جانور کا خصی شدہ ہونا عیب نہیں ہے۔

قربانی کے ایام

قربانی چار دنوں تک کی جا سکتی ہے، لیکن عید الاضحیٰ کے دن افضل ہے، اس کے علاوہ تمام ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳) قربانی کے دن ہیں، ۱۳ ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے سے پہلے تک بھی قربانی جائز ہے۔ بہتر ہے کہ قربانی دینے والا خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، ورنہ کسی دوسرے سے بھی ذبح کرایا جا سکتا ہے، خواتین بھی اگر ذبح کرنا چاہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، نماز عید کے بعد تیز چاقو یا چھری لے کر قربانی کی دعا پڑھے، اور قربانی کی دعا یہ ہے: إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ ...... یہاں پر نام لیں...... بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہہ کر ذبح کر دیں۔ قربانی کا گوشت خود کھائیں، عزیز و اقارب کو کھلائیں اور فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیں، چرم قربانی کی رقم اپنے مصرف میں نہیں لا سکتے، بلکہ اسے فقراء و مساکین میں خیرات کر دینا چاہیے۔

استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنا

قربانی صاحب استطاعت پر واجب ہے، اور ہر فیملی (میاں بیوی اور بچے) کی جانب سے ایک قربانی کافی ہے، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”لوگو! ہر گھر والوں پر ایک قربانی ہے“۔ (ابوداود)

اگر ایک گھر میں کئی کمانے والے موجود ہیں، مثلاً: ایک گھر میں والدین کے کئی بیٹے ہیں، جو برسر روزگار ہیں، اور ان کی اپنی اپنی فیملیاں، بیوی اور بچے ہیں، لیکن رہتے اکٹھے ہیں، تو پھر ہر شادی شدہ بیٹا ایک فیملی تصور کیا جائے گا، اور ہر فیملی کی جانب سے ایک قربانی ضروری ہوگی، اور اس پورے خاندان کی طرف سے ایک قربانی کافی نہیں ہوگی۔

استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنا باعث گناہ ہے، رسول اکرم ﷺ نے ایسے شخص کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا:

سیدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے، ایسے شخص کو ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہیں آنا چاہیے“۔ (احمد، ابن ماجہ، بیہقی)

رسول اکرم ﷺ اپنے تمام فقر و فاقے اور کمال عدم استطاعت کے باوجود کبھی قربانی نہیں چھوڑی، بلکہ ہر سال ایک یا دو دنبے قربان کرتے رہے، جیسا کہ عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: ”رسول اکرم ﷺ دس سال تک مدینہ میں رہے اور ہر سال قربانی دیتے رہے“۔ (ترمذی)

جو قربانی کی طاقت نہ رکھے

جو شخص قربانی کی طاقت نہیں رکھتا، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ عید الاضحیٰ کا چاند دیکھنے کے بعد سے حجامت وغیرہ نہ بنائے اور ناخن نہ تراشے، بلکہ نماز عید سے فارغ ہونے کے بعد اپنے سر کے بال مونڈ وائے، ناخنوں کو کاٹ لے تو ایسے شخص کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے قربانی کا ثواب عطا کرتا ہے

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ نے مجھے میری اس امت کے لیے قربانی کے دن کو عید منانے کا حکم دیا ہے۔ ایک صحابی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں سوائے دودھ دینے والی بکری کے اور کوئی جانور نہ پاؤں تو کیا اسی کو قربان کر دوں؟ فرمایا: نہیں، بلکہ تم (نماز عید کے بعد) اپنے سر کے بال منڈ والو (یا کتروالو) اپنے ناخن کاٹ لو، اور غیر ضروری بال صاف کر لو تو یہ اللہ تعالیٰ کے پاس تمہاری ایک مکمل قربانی شمار ہوگی“۔ (ابوداود، نسائی)

میت کی جانب سے قربانی

اگر کسی میت نے اپنے وارثین کو اس بات کی وصیت کی کہ میرے بعد میری جانب سے قربانی کرتے رہو، تو ایسے میت کی جانب سے قربانی کرنے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں، البتہ جس نے وصیت نہیں کی، اس کے بارے میں اختلاف ہے کہ ایسے میت کی جانب سے قربانی صحیح ہے یا نہیں، اس بارے میں صحیح قول یہی ہے کہ میت کی جانب سے، چاہے اس نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو، قربانی جائز ہے، اس کے متعلق چند صحیح روایات پیش خدمت ہیں:

◉ سیدنا جابر ؓ کہتے ہیں: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں عید الاضحیٰ کی نماز ادا کی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک مینڈھا لایا گیا، آپ ﷺ نے اسے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا اور فرمایا: ”یا اللہ! یہ قربانی میری، اور میری امت کے ان تمام افراد کی جانب سے ہے جنہوں قربانی نہیں کی“۔ (ابوداود ۲۷۹۲، ترمذی ۱۴۲۱ و صححہ الالبانی)

◉ ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے قربانی کے لیے ایک ایسا خوب صورت مینڈھا لانے کا حکم دیا جو چتکبرا تھا، جب وہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہؓ! چھری پتھر سے تیز کر کے دو، جب میں نے دیا تو آپ نے جانور کو لٹایا، ذبح کیا اور فرمایا: بسم اللہ اللہ اکبر، یا اللہ! یہ قربانی محمد، آل محمد اور امت محمد کی جانب سے قبول فرما“ (مسلم)

اور اسی پر رسول اکرم ﷺ کا مذکورہ قول ”محمد اور اس کی امت کی جانب سے“ بھی دلالت کر رہا ہے، اور آپ کی امت میں زندے اور مردے تمام شامل ہیں۔

پایا جاتا ہے اور تلخ پانی کے درمیان بھی اپنی مٹھاس پر قائم رہتا ہے۔ یہ خالق کائنات کا تخلیقی شاہکار نہیں تو اور کیا ہے قرآن مجید میں ہے:

''اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے، ایک لذیذ شیریں اور دوسرا تلخ وشور اور دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے، ایک رکاوٹ ہے جو انہیں گڈمڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے''۔(الفرقان:۵۳)

سبحان اللہ! کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ایک ہی سمندر میں لذیذ اور شور پانی بھی ہو اور دونوں آپس میں مل نہ سکے۔ کبھی سوچا کہ کس ذات نے تلخ پانی کے بیچ میٹھے پانی کا چشمہ جاری کیا اور دونوں کے بیچ ایسی رکاوٹ ڈال دی کہ دونوں ملنے نہ پائے......؟

آب باراں

بارش کے اس پانی پر غور کیجیے! جو مختلف جگہوں پر نہایت توازن کے ساتھ برستا ہے۔ کون ہے جو سمندر کے اس تلخ وشور پانی میں سے انتہائی احتیاط کے ساتھ پانی کشید کرتا ہے اور بادلوں کے پیٹھ پر سوار کر کے بالائی علاقوں تک پہنچا دیتا ہے......؟

فرمان باری تعالیٰ ہے:

''اچھا یہ بتاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادلوں سے اتارا ہے یا اس کے برسانے والے ہم ہیں اگر ہم چاہیں تو اس میٹھے پانی کو کھاری بنا دیں۔ پھر تم ہماری شکر گزاری کیوں نہیں کرتے؟''۔ (الواقعہ:۶۸۔۷۰)

شمس و قمر

محمد اسحاق صدیقی اپنی کتاب ''قدرت کے بھید'' میں لکھتے ہیں:

'یہ چاند ہماری زمین کا سب سے قریب ترین سیارہ ہے کیونکہ اس کا فاصلہ ہماری زمین سے صرف دو لاکھ چالیس ہزار میل ہے' مزید لکھتے ہیں'' سائنس دانوں کا بیان ہے کہ یہ سورج ہماری زمین سے نو کروڑ تیس لاکھ میل بلندی پر ہے' وہاں تک خلائی راکٹ سے سفر کریں تو مستقل پرواز میں سات سال کی مدت درکار ہوگی''۔

آگے عرض کرتے ہیں: '' سائنس دانوں کا بیان ہے کہ سورج کا

حجم اتنا زیادہ ہے کہ اگر وہ کھوکھلا ہوتا تو اس میں موجودہ زمین جیسی تیرہ لاکھ زمینیں سما جاتیں''۔

سبحان اللہ! ذرا سورج کا حجم دیکھیں کہ اگر وہ کھوکھلا ہوتا تو اس میں موجودہ زمین جیسی تیرہ لاکھ زمینیں سما جاتیں۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ صانع اپنی صنعت سے پہچانا جاتا ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ اتنی بھاری بھرکم چیز خلا میں کس کے کنٹرول سے قائم ہے؟ آخر کس نے سورج کو زمین سے نو کروڑ تیرہ لاکھ کی بلندی پر پہنچایا؟ کس کی قدرت سے سورج خلا میں معلق ہے؟

اللہ تعالیٰ نے سورہ حج میں اس کا جواب دے دیا ہے:

''اللہ تعالیٰ ساوی کائنات کو روکے ہوئے ہے اور اپنے کنٹرول میں لیے ہوئے ہے کہ وہ زمین پر گر نہ جائیں مگر جب اس کی اجازت ہو جائے گی تو زمین وآسمان باہم ٹکرا جائیں گے، بیشک اللہ تعالیٰ اپنے اس کنٹرول کے ذریعہ لوگوں پر رحمت وشفقت فرما رہا ہے''۔(سورۃ الحج ۶۵)

تخم

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یاد دلایا:

''کیا تم نے دیکھا ہے جو تم کاشت کرتے ہو کیا تم اگاتے ہو یا اسے اگانے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے خاک کر ڈالیں، اور تم ہاتھ ملتے رہ جاؤ، اور یوں کہو کہ ہم پر تو تاوان پڑ گیا بلکہ ہم تو محروم ہیں۔ (سورہ الواقعہ ۶۳)

پتہ یہ چلا کہ کاشت کرنا انسان کے بس میں ہے لیکن کھیتی کا اگانا

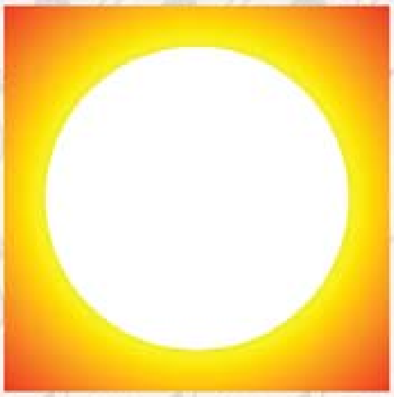

اور پودے کی افزائش انسان کے بس میں نہیں۔

دودھ کی تخلیق

حیوانات کی زندگی میں عقلمندوں کے لیے وجود باری تعالیٰ کی بے شمار نشانیاں ہیں اگر دودھ کی پیدائش پر ہی غور کیا جائے تو انسان ششدر رہ جاتا ہے۔ پیٹ میں ایک طرف ناپاک اور غلیظ گوبر، اور دوسری طرف بدبودار خون لیکن ان دونوں کے درمیان جو چیز پیدا ہو رہی ہے وہ انتہائی صاف اور انسانی جسم کے لیے نہایت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

''یقیناً تمہارے لیے چوپایوں میں عبرت ہے ان کے پیٹوں میں گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ ہم تمہیں پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے''۔ (النحل:۶۶)

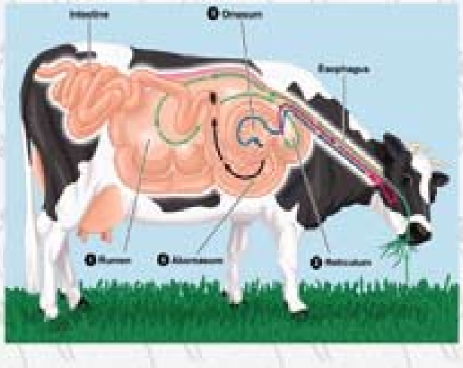

یہ سب کس ذات کی کاریگری ہے؟ انسان کی بساط تو اتنی ہے کہ وہ ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتا، پیدا تو کیا کرے گا اگر مکھی اس کے کھانے میں سے چھین لے جائے تو وہ بھی واپس نہیں لا سکتا:

''اے لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے ذرا غور سے سنو! جنہیں تم اللہ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہو' وہ مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے چاہے سارے اس کام کے لیے اکٹھے کیوں نہ ہو جائیں اور اگر کوئی مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ واپس بھی نہیں لے سکتے۔ طلب کرنے والے اور طلب کیے جانے والے یعنی عابد و معبود سب کمزور ہیں''۔ (الحج: ۷۳) (جاری)

وجود باری تعالیٰ کے دلائل

حبیب الرحمٰن جامعی (کویت)

زندگی اور کائنات کی سب سے اہم حقیقت اللہ تعالیٰ کا وجود ہے۔ اس کے ہونے یا نہ ہونے سے ہر چیز کے معنی بدل جاتے ہیں۔ اگر اللہ ہے تو زندگی اور کائنات کی ہر چیز بامعنی اور بامقصد ہے' اور اگر اللہ موجود ہی نہیں تو پھر کائنات کی ہر چیز بے معنی اور بے مقصد ہے۔ لیکن اسلام میں اہمیت اللہ کے ہونے یا نہ ہونے کو حاصل نہیں' بلکہ اللہ کی الوہیت کو حاصل ہے۔ تاہم دین بیزاری اور الحاد کے اس دور میں کچھ ایسے کور چشم بھی ہیں جو آفاق وانفس کے بے شمار دلائل سے آنکھیں موند کر وجود باری تعالیٰ کا انکار کر بیٹھتے ہیں' ایسے لوگوں کو ہم کیسے مطمئن کر سکتے ہیں؟ اسی مقصد کے تحت یہ مضمون پیش خدمت ہے:

یہ زمین، یہ آسمان، یہ سورج، یہ چاند، یہ ستارے، یہ کہکشاں، یہ ندی، یہ پہاڑ، یہ رات اور یہ دن، بلکہ کائنات کا ہر ایک ذرہ اللہ کے وجود پر دلیل ہے۔

آب دوز کشتی

امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں کچھ منکرین خدا نے اس مسئلہ پر بحث کرنا چاہی تو آپ نے نہایت حکیمانہ انداز میں ان کی تشفی فرمائی۔ آپ نے فرمایا: مجھے ذرا چھوڑ دو' کیونکہ میں ایک بات میں فکرمند ہوں جس کا مجھ سے امتحان لیا گیا ہے' مجھ سے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ دریا میں سامان بھری ہوئی ایک بوجھل کشتی ہے' اس میں طرح طرح کے تجارتی سامان ہیں' کوئی اس کشتی کی نگرانی نہیں کرتا ہے اور نہ اس کو چلانے والا کوئی ہے' اس کے باوجود کشتی اپنے آپ آتی جاتی اور چلتی پھرتی ہے' بڑی بڑی موجوں کو چیر پھاڑ کر نکل جاتی ہے' کسی ناخدا کے بغیر اپنے آپ چلتی پھرتی رہتی ہے' لوگوں نے کہا: یہ بات کوئی عقل والا نہیں کہے گا' تب امام صاحب نے فرمایا: افسوس ہے تمہاری عقلوں پر کہ ایک کشتی کے متعلق تمہارا گمان ایسا ہے تو یہ موجودات جن میں آسمان و زمین اور دوسری مستحکم اشیاء ہیں' کیا ان کا کوئی صانع نہیں ہے؟ یہ سن کر قوم لاجواب ہوگئی' حق کی طرف رجوع کیا اور امام صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔

زبانوں کا اختلاف

امام مالکؒ سے خلیفہ ہارون الرشید نے پوچھا کہ اللہ کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا: زبانوں کا مختلف ہونا، نغموں کا الگ ہونا اور آوازوں کا جدا ہونا ثابت کرتا ہے کہ اللہ ہے۔

توت کے پتے

امام شافعیؒ سے کسی نے وجود باری تعالیٰ پر دلیل مانگی تو

انہوں نے کہا: ''توت کے پتے کو دیکھو! اس کا ایک ہی مزا ہے' اسکو کیڑا کھاتا ہے تو اس سے ریشم نکلتا ہے' شہد کی مکھی کھاتی ہے تو شہد بنتا ہے' بکری گائے چوپائے کھاتے ہیں تو مینگنی اور گوبر نکلتا ہے' اس کو ہرن کھاتے ہیں تو مشک بنتا ہے' حالانکہ چیز ایک ہی ہے' یہ سب کس کی کاریگری ہے؟''۔

انڈا

امام احمد بن حنبلؒ سے ایک مرتبہ وجود باری تعالیٰ پر دلیل طلب کی گئی تو آپ نے فرمایا: سنو! یہاں ایک مضبوط قلعہ ہے جس میں نہ کوئی دروازہ ہے نہ کوئی راستہ' بلکہ سوراخ تک نہیں۔ یہ قلعہ باہر سے چاندی کی طرح چمک رہا ہے اور اندر سے سونے کی طرح دمک رہا ہے۔ یہ قلعہ ہر طرف سے بند ہے۔ ہوا تک کا اس میں سے گزر نہیں۔ اچانک اس قلعے کی ایک دیوار گرتی ہے اور ایک جاندار آنکھوں کانوں والا، نہایت خوبصورت' پیاری بولی والا چلتا ہوا باہر نکل آتا ہے۔

بتاؤ! اس بند اور محفوظ مکان میں اسے پیدا کرنے والا کوئی ہے یا نہیں؟ اور وہ ہستی انسانی ہستیوں سے بالاتر' اور اس کی قدرت غیر محدود ہے یا نہیں؟

اس مثال کا مطلب یہ تھا کہ انڈے کو دیکھو' چاروں طرف سے بند ہوتا ہے' مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اس میں چوزہ پیدا کر دیتا ہے۔

جی ہاں! اللہ کے وجود کی نشانیاں انسان کے اپنے نفس اور کائنات کے ذرے ذرے میں پائی جاتی ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور انکے نفس میں بھی، یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ قرآن واقعی برحق ہے''۔ (حٰم السجدہ ۵۳)

جمادات، نباتات، حیوانات، اور تخلیق انسانی میں نظم وترتیب، کمال خلاقی اور حسن وجمال کی تصویرکشی یہ سب خالق کائنات کے وجود کی نشانیاں ہیں۔

تلخ وشور سمندر کے بیچ آب شیریں

یہ سمندر جس کے تلخ وشور پانی کے بیچ میٹھے پانی کا چشمہ

نافرمانی کی سزا

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کُلْ بِیَمِیْنِکَ "دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ" اس آدمی نے کہا: لَا أَسْتَطِیْعُ "میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا" (اس نے تکبر سے کہا)۔ رسول اکرم ﷺ کی زبان سے نکلا: لَا اسْتَطَعْتَ "تو اس ہاتھ سے کھا بھی نہیں سکتا" راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ کبھی اپنا ہاتھ اپنے منہ تک نہیں اٹھا سکا۔

(رسول اکرم ﷺ کی نافرمانی کی سزا اُسے مل گئی)

(مسلم)

عبرتناک انجام

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مالدار شخص صفا اور مروہ کے درمیان گھوڑے پر سوار ہو کر سعی کر رہا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مسعیٰ مسجد حرام کے احاطے سے باہر تھا۔ اس کے اردگرد چھوٹے بڑے غلاموں اور نوکروں کا ہجوم تھا جس سے راستہ تنگ پڑ چکا تھا۔ یہ دیکھ کر سعی کرنے والے دیگر لوگوں کو سخت غصہ آیا اور وہ گھور گھور کر اُس آدمی کو دیکھنے لگے۔ وہ خاصا لمبا تڑنگا انسان تھا، اُس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔

اس مالدار نے جس سال حج کیا، اسی سال حج کرنے والوں میں سے کسی کی ملاقات چند سالوں بعد اُس مالدار سے ہوئی...... جو اب بغداد کے پل پر بیٹھ کر لوگوں سے بھیک مانگ رہا تھا......

حاجی نے مالدار سے (جو اب بھکاری کے روپ میں تھا) پوچھا: کیا تو وہی آدمی تو نہیں ہے جس نے فلاں سال حج کیا تھا اور تیرے اردگرد غلاموں اور نوکروں کا اس قدر ہجوم تھا کہ دیگر لوگوں کے لیے سعی میں راستہ تنگ پڑ گیا تھا؟...... بھکاری نے جواب دیا: ہاں...... میں وہی شخص ہوں۔

حاجی نے دریافت کیا: پھر کس چیز نے تجھے اس ناگفتہ بہ حالت میں لا پہنچایا ہے؟

بھکاری نے جواب دیا: تَکَبَّرْتُ فِیْ مَکَانٍ یَتَوَاضَعُ فِیْهِ الْعُظَمَاءُ ، فَاَذَلَّنِیَ اللّٰهُ فِیْ مَکَانٍ یَتَعَالٰی فِیْهِ الْاَذِلَّاءُ "میں نے اس جگہ میں کبر و نخوت کو اختیار کیا جہاں متقی و پرہیزگار لوگ تواضع و انکساری اختیار کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس جگہ ذلیل خوار کیا جہاں ذلیل و رسوا لوگ بڑے بنتے ہیں"۔

(سنہرے اوراق: عبدالمالک مجاہد)

گردشِ زمانہ

"جعفر بن یحییٰ خلیفہ ہارون رشید کا وزیر اعظم تھا، جعفر کو یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ بڑے بڑے امراء اور سردار اس کے ہاں حاضری کو فخر سمجھتے تھے، ان کی زر پاشیوں نے دجلہ کے بالمقابل سونے اور چاندی کا دریا بہا دیا تھا۔ ان کا محل فقیروں اور مسکینوں کا ملجا تھا، علماء و شعراء اور دوسرے ارباب کمال ان کی مہربانیوں سے مالا مال تھے۔

انقلاب زمانہ دیکھیے...... جعفر کی ماں عبادہ جس کی خدمت میں 400 کنیزیں رہتی تھیں...... عین عید کے دن پھٹے پرانے کپڑوں میں محمد بن عبدالرحمٰن امام مسجد کوفہ کے گھر معمولی امداد کے لیے نظر آتی ہے۔

چنانچہ محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: "میں بقرعید کے دن والدہ سے ملنے گیا تو دیکھا ایک شریف عورت پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس والدہ سے بات چیت کر رہی ہے"۔

والدہ بولیں کہ اس عورت کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، کہنے لگیں: یہ جعفر بن یحییٰ کی والدہ عبادہ ہیں۔ میں نے اس سے بات چیت کی اور اس کی تعظیم کے خیال سے اپنا رخ اس کی طرف کر لیا اور کہا کہ "اماں جی! آپ کا یہ عجیب حال میں کیا دیکھ رہا ہوں؟"

وہ بولی: "بیٹا...... ایک وقت وہ تھا کہ عید آئی تھی تو چار چار سو کنیزیں میرے سرہانے کھڑی ہوتی تھیں...... میں پھر بھی اپنے بیٹے کو اپنا نافرمان شمار کرتی تھی...... اور ایک اب یہ عید آئی ہے جس میں میری تمنا فقط یہ ہے کہ دو بکروں کی کھالیں مل جائیں تو ان میں سے ایک کو گدا اور دوسری کو رضائی بنالوں"۔

محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے 500 روپے دیئے۔ وہ اتنی خوش ہوئی...... قریب تھا کہ خوشی کے مارے مر جاتی۔

پھر وہ ہمارے ہاں آتی جاتی رہی حتیٰ کہ موت نے ہمارے درمیان جدائی ڈال دی۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی

ایک مرتبہ ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا، سامنے بھنی ہوئی مرغی بھی رکھی ہوئی تھی۔ اچانک ایک فقیر نے دروازے پر آ کر صدا لگائی...... وہ شخص دروازے کی طرف گیا اور اس فقیر کو خوب جھڑکا۔ فقیر یونہی واپس چلا گیا۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ عرصے بعد یہ شخص خود فقیر ہو گیا، سب نعمتیں ختم ہو گئیں۔ بیوی کو بھی طلاق دے دی، اس نے کسی اور سے نکاح کر لیا۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ یہ میاں بیوی اکٹھے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور بھنی ہوئی مرغی سامنے تھی کہ کسی فقیر نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میاں نے بیوی سے کہا: یہ مرغی اس فقیر کو دے آؤ، چنانچہ وہ مرغی لے کر دروازے کی طرف گئی تو کیا دیکھتی ہے کہ فقیر اس کا پہلا شوہر ہے۔ خیر...... مرغی اسے دے کر واپس لوٹی تو رو رہی تھی...... میاں نے پوچھا: کیوں رو رہی ہو؟ بولی: فقیر تو میرا پہلا میاں تھا...... غرض پھر سارا قصہ اسے سنایا جو ایک فقیر کو جھڑکنے سے پیش آیا تھا۔ اس کا میاں بولا: "خدا کی قسم وہ فقیر میں ہی تھا۔"

جمع وترتیب: ادارہ

آپ کے مسائل کا حل

قربانی دینے والا بال مونڈ لے تو؟

سوال: مجھے قربانی دینی ہے اور میں نے بھول کر بال مونڈ لیا ہے کیا مجھ پر کوئی کفارہ لازم ہے؟

جواب: جو قربانی کرنا چاہے اس کے لئے ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد اپنے بال اور ناخن اور جلد میں سے کوئی بھی چیز کاٹنی جائز نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب عشرہ ذی الحجہ شروع ہو جائے اور تم میں کسی ایک کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال اور جلد میں سے کچھ بھی نہ کاٹے (مسلم)

اور جو کوئی قربانی کرنے کا عزم رکھتا ہو اور بھول کر یا غلطی اور جہالت سے اپنے بال یا ناخن یا جلد وغیرہ میں سے کچھ کاٹ لے تو اس پر کچھ نہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے بھول چوک اور خطا معاف کر دی ہے۔ اور جو شخص عمداً اور جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ و استغفار کرنی چاہیے، اس کے علاوہ اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

عورت کے لیے حج میں محرم کا ہونا شرط ہے

سوال: میری والدہ بوڑھی ہو چکی ہیں اور حج کرنا چاہتی ہیں لیکن ان کے شہر میں ان کا کوئی محرم نہیں ہے، محرم کی تلاش میں بڑی رقم خرچ ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے وہ کیا کریں گی؟

جواب: آپ کی والدہ پر حج نہیں ہے اسلئے کہ عورت کے لئے خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھی بغیر محرم کے حج کرنا جائز نہیں ہے اگر ان کو محرم مل جائے تو وہ حج کرے گی اور اگر وہ حج کئے بغیر فوت کر جاتی ہے تو اس کے مال سے حج بدل کرا دیا جائے، اور اگر کوئی شخص خود اپنا خرچ کر کے اس کی طرف سے حج کر دے تو یہ بھی اچھی بات ہے۔

میت کے ترکہ سے حجِ بدل کرا دینا واجب ہے

سوال: ایک شخص بغیر حج کئے مر گیا اس نے یہ وصیت کی کہ اس کے مال سے حج کرا دیا جائے تو کیا یہ حج بدل صحیح ہوگا؟

جواب: اگر کوئی ایسا مسلمان جس پر حج واجب تھا اور وہ بغیر حج کئے دنیا سے چلا گیا تو اس کے مالِ متروک سے حج بدل کرا دینا واجب ہے خواہ اس نے حج کی وصیت کی ہو یا نہیں۔ اور دوسرے کی طرف سے حج کرنے کے لیے شرط یہ ہے کہ حج بدل کرنے والا خود اپنا حج کر چکا ہو تبھی اس شخص کا بھی حج صحیح ہوگا اور اس میت سے وجوب حج ساقط ہوگا۔

زیارتِ مسجدِ نبوی

سوال: بعض حاجیوں کا خیال ہے کہ اگر ان میں سے کوئی مسجد نبوی کی زیارت سے محروم رہ جائے تو اس کا حج ناقص رہ جاتا ہے، کیا یہ خیال صحیح ہے؟

جواب: مسجد نبوی کی زیارت فقط سنت ہے واجب نہیں ہے، نہ ہی حج سے اس کا کوئی تعلق ہے، بلکہ مسجد نبوی کی زیارت عام دنوں میں بھی سنت ہے ایام حج کی کوئی خصوصیت نہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''تین مسجدوں کے علاوہ کسی دوسری مسجد کا سفر زیارت درست نہیں، مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد اقصیٰ'' (متفق علیہ)

دوسری جگہ ارشاد ہے ''مسجد حرام کے علاوہ میری اس مسجد میں ادا کی گئی ایک نماز (دوسری کسی بھی مسجد میں ادا کی جانے والی) ہزار نمازوں سے بہتر ہے'' (متفق علیہ)

قربانی کے جانوروں کی عمریں

سوال: کتنی عمر کے جانور کی قربانی جائز ہے؟

جواب: قربانی اور ہدی کے جانور کے لیے شرط یہ ہے کہ ایک سال کا بھیڑ یا دو دانت کا بکرا ہو اور ہر قسم کے عیوب سے پاک ہو۔ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق ''چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے، ایسا کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو، اور ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور ایسا بیمار جانور جس کی بیماری عیاں ہو اور اتنا لاغر کہ اس کی ہڈی نمایاں ہو جائے'' (اس حدیث کو اصحاب السنن نے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے) رہا سوال اندھے جانور کا تو بدرجۂ اولیٰ جائز نہیں ہے۔ اسی طرح عضباء (یعنی سینگ ٹوٹے ہوئے اور کان کٹے ہوئے) جانور کی قربانی جائز نہیں ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ نے اس کی قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

مُردوں کی طرف سے قربانی جائز ہے

سوال: کیا قربانی کرنے والا اپنی قربانی میں مردہ کو شریک کر سکتا ہے؟

جواب: قربانی کرنے والے کے لئے قربانی کے جانور میں اپنے زندہ اور مردہ والدین یا اپنی بیوی یا بچوں کو شریک کرنا جائز ہے، چونکہ نبی ﷺ دو مینڈھا قربانی کرتے تھے ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی آل کی طرف سے اور آل کے مفہوم میں بیوی اور اولاد شامل ہیں۔

عورت قربانی کا جانور ذبح کرسکتی ہے

سوال: کیا عورت کے لیے قربانی کا جانور ذبح کرنا جائز ہے؟

جواب: عورت مرد کی طرح قربانی کا جانور ذبح کر سکتی ہے، رسول اللہ ﷺ سے یہ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے، مرد کی موجودگی میں بھی عورت ذبح کر سکتی ہے، اس کے لیے مرد کا نہ ہونا شرط نہیں ہے۔

حاجی کے لیے حدودِ حرم میں ہی قربانی دینا ضروری ہے

سوال: میرے والد محترم حج پر گئے ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ میں نے وہاں قربانی نہیں کرنا تم نے میری طرف سے ادھر پاکستان میں قربانی کرنا ہے۔ کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: باہر سے جو لوگ حج کرنے کے لیے جاتے ہیں وہ حج تمتع کرتے ہیں، یعنی عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے پھر آٹھ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھا جاتا ہے، اس درمیانی عرصہ میں جو احرام کی پابندیوں سے آزادی ملتی ہے' اس کے عوض قربانی دی جاتی ہے۔

یہ قربانی ہماری اس قربانی سے مختلف ہوتی ہے جو لوگ عیدالاضحیٰ کے موقع پر کرتے ہیں۔ صورت مسؤلہ میں حج کرنے والے کو وہاں حدود حرم میں ہی قربانی کرنا ہوگی۔

غیر مستطیع بھی قربانی کا ثواب حاصل کر سکتا ہے

سوال: جو شخص قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہوں، کیا کسی طریقہ سے وہ قربانی کا ثواب حاصل کر سکتا ہے؟

جواب: جس شخص کا قربانی دینے کا ارادہ نہ ہو، اس کے لیے بال یا ناخن کاٹنے کی ممانعت کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ قربانی کا ثواب لینا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ عید کے دن بال اور ناخن کاٹ لے اور زیر ناف کے بال صاف کر لے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تھا: ''تم عید کے دن اپنے بال اور ناخن تراش لو، اپنی مونچھیں کاٹ لو اور زیر ناف کے بال صاف کر لو اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ تیری مکمل قربانی ہو جائے گی۔''

(مستدرک حاکم 223ج4)

اگر چہ اس روایت کے متعلق کچھ محدثین نے کلام کی ہے تاہم یہ حسن درجہ کی حدیث ہے اور قابل استدلال ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کون تھے؟

پیارے بچو!

چند دنوں میں حج کا موسم آرہا ہے، انہیں ایام میں غیر حاجی عید قرباں مناتے ہیں، کیا آپ جانتے ہیں حج اور عید قرباں کس کی یادگار ہے؟ یہ دونوں اس عظیم انسان کی یادگار ہے جسے ابراہیم علیہ السلام کہا جاتا ہے۔ آیئے آج ہم آپ کو ایسی عظیم ہستی کی کہانی سناتے ہیں:

ابراہیم علیہ السلام عراق کے قدیم شہر اُر میں پیدا ہوئے۔ اس شہر کے لوگ بت پرست تھے۔ خود آپ کا باپ نہ صرف بت پرست بلکہ بت گر اور بت فروش بھی تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے باپ کو سمجھایا کہ ابو جان! آپ ایسی چیزوں کی پوجا کیوں کرتے ہیں جو نہ آپ کو نفع پہنچا سکتے اور نہ نقصان...... لیکن باپ نے ایک نہ سنی اور دھتکار دیا...... جب قوم کے لوگوں کو بتوں کی پوجا سے روکا...... جب یہاں بھی ناکامی ہوئی تو ایک دن منصوبہ بند طریقے سے جبکہ شہر کے لوگ کہیں باہر گئے ہوئے تھے آپ نے معبد میں جا کر سارے بت توڑ دیے۔ اس پر بادشاہ نمرود نے آپ کو بھڑکتے ہوئے الاؤ میں پھنکوا دیا۔ لیکن خدا کے حکم سے آگ ٹھنڈی ہوگئی اور آپ کا بال تک بیکا نہ ہوا۔

جب آپ اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے ناامید ہوگیے تو وطن کو چھوڑ کر فلسطین ہجرت کر گئے اور اپنے دین کی تبلیغ کے لیے دو مقام منتخب کیے۔ ایک بیت المقدس اور دوسرا مکہ۔ آپ کی دو بیویاں تھیں۔ حاجرہ اور سارا۔ ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور سارا علیہا السلام سے اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسماعیل علیہ السلام ابھی بچے ہی تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ پاک کا حکم پا کر ان کو ان کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو اس بنجر اور ویران علاقے میں چھوڑ آئے جو اب مکہ معظمہ کے نام سے مشہور ہے۔ اسی ویران جگہ پر جب ننھے اسماعیل بھوک پیاس سے تڑپنے لگے تو اللہ پاک نے ان کے لیے زمزم کا چشمہ جاری کیا، جو آج تک دنیا کے سارے پانیوں سے بہتر اور ہر مرض وغرض کے لیے مفید ہے۔ جب ننھے اسماعیل ہوشیار ہوگئے تو اللہ پاک نے ان کے ابو ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا کہ تم اپنے بیٹے کو میرے نام پر قربان کر دو۔ ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ فرمانبردار بیٹا بلا جھجک جواب دیتا ہے:

''ابو جان! آپ کو جو حکم ملا ہے اُسے کر گزریے بلا شبہ آپ ہمیں ثابت قدم پائیں گے''۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ننھے اسماعیل کو منھ کے بل ذبح کرنے کے لیے لٹایا تو خدا کی طرف سے آواز آئی۔ اے ابراہیم! تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا۔ پھر خدا کی طرف سے ایک مینڈھا آ گیا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔

پیارے بچو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اسی قربانی کی یاد میں ہر سال سارے مسلمان عید الاضحیٰ مناتے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی مدد سے مکے میں خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی اور اس طرح دنیا میں اللہ کا پہلا گھر تیار ہوا۔ پھر اللہ کے حکم سے حج کا اعلان کیا، صحرا سے نکلنے والی یہ صدا پوری دنیا میں پہنچی، چنانچہ آج مسلمان موسم حج میں دنیا کے گوشہ گوشہ سے اس مرکز رشد وہدایت کی طرف کھنچے آتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور اسی نسبت سے مسلمان ملت ابراہیمی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

عید آئی خوشیاں لائی

عید عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی خوشی کے ہیں۔ ہمارے نبی ﷺ کے ہجرت مدینہ سے پہلے مدینہ کے لوگ ہر سال دو تہوار منایا کرتے تھے۔ اس روز مدینے میں ایک جشن وطرب کا منظر ہوتا تھا۔ بڑے بوڑھے بچے اور جوان نئے کپڑے زیب تن کرتے اور خوشی کا اظہار کرتے، ایک دوسرے کی دعوت کرتے، مختلف قسم کے کھانے پکائے جاتے اور جگہ جگہ میلے ٹھیلے منعقد ہوتے اور رنگین محفلیں سجائی جاتی تھیں۔ جب رسول خدا ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آئے اور ان تہواروں کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے ان سے بہتر دو دن مقرر کر دیے ہیں جس روز وہ خوشی کا اظہار کیا کریں، ایک عید الفطر اور دوسری عید الضحیٰ۔

عید الفطر ماہ رمضان کے روزے مکمل ہونے پر منائی جاتی ہے جبکہ 10 ذوالحج کو عید الضحیٰ اللہ کے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اللہ کی راہ میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی یاد میں منانے کا ارشاد ہوا ہے۔ ہم مسلمانوں کے لیے سال میں بس یہی دو عیدیں ہیں جن میں ہم خوشیاں منا سکتے ہیں تیسری کوئی عید نہیں۔

محمد خالد اعظمی (کویت)

نائب صدر جمہوریہ ہند کے ہاتھوں الموسوعہ الفقہیہ کا رسم اجراء

نئی دہلی: نائب صدر جمہوریہ ہند محمد حامد انصاری نے فقہ کے موضوع پر سب سے اہم سمجھی جانے والی کتاب الموسوعہ الفقہیہ کا رسم اجرا کیا۔ انہوں نے اس کتاب کو ایک عظیم علمی کارنامہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ زمانہ کی تبدیلیوں اور نئے نئے حالات کے ساتھ ساتھ نئے نئے مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں، اس لیے فقہ اسلامی کے ماہرین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان پر غور وخوض کر کے ان کا حل تلاش کریں۔

اسلامک فقہ اکیڈمی کے مطابق فقہی انسائیکلوپیڈیا تیار کرنے کی تحریک مصر اور شام کی حکومت نے شروع کی تھی لیکن یہ پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکی البتہ حکومت کویت کی وزارت اوقاف نے اس کام کو آگے بڑھاتے ہوئے ۱۹۶۷ء میں اس کا باضابطہ آغاز کیا، جس میں عالم اسلام کے بڑے بڑے علماء شامل کئے گئے اور شام کے مشہور عالم ڈاکٹر مصطفیٰ زرقاء کی نگرانی میں چند سال قبل یہ کام مکمل ہوا۔

الموسوعہ الفقہیہ اس زمانے کا سب سے عظیم اور اہم کام ہے، اس موسوعہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں اہل سنت کے چاروں مذاہب کے معتبر حوالوں اور دلائل کے ساتھ تمام مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ ۱۷ ہزار صفحات اور ۴۵ جلدوں پر مشتمل اس انسائیکلوپیڈیا کو حروف تہجی کے اعتبار سے شائع کیا گیا ہے۔

وزارت اوقاف کویت نے اردو ترجمہ کی ذمہ داری ۱۹۹۸ء میں اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کو سونپی، جس نے ڈیڑھ سال قبل تمام ۴۵ جلدوں کے ترجمے کا کام مکمل کرلیا۔

الموسوعہ الفقہیہ کی ترجمہ شدہ تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں جبکہ ۱۲ جلدیں زیر طباعت ہیں۔ رسم اجراء کی تقریب میں کویت، سعودی عرب اور دیگر ملکوں کے سفراء اور وزارت اوقاف کویت کے نمائندوں کے علاوہ ملک و بیرون ملک کی اہم شخصیات بھی شریک تھیں۔

ایک غیر مسلم لڑکی کا کارنامہ

حیدر آباد: شہر حیدرآباد کی ایک ہندو لڑکی نے ۹۹۹ فٹ کاغذ پر پورے قرآن کی خطاطی کر کے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اس لڑکی نے ۲۳ اپریل سے خطاطی شروع کی اور روزانہ ۱۲ گھنٹے خطاطی کیا کرتی تھی۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ عربی زبان دائیں سے بائیں لکھی جاتی ہے مگر اس نے اسے بائیں سے دائیں لکھ کر سب کو حیرت میں ڈال دیا۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس نے خطاطی کے وقت پاکی وصفائی کو ملحوظ رکھا، باوضو ہو کر اور سر پر دوپٹہ اوڑھنے کے بعد ہی خطاطی شروع کرتی تھی۔ اس سال اس نے میٹرک کا مارچ میں امتحان دینے کے بعد گرمی کی تعطیل میں اس کے ذہن میں یہ خیال آیا اور پھر اس نے تن دہی سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچائی۔ اللہ اسے ہدایت دے۔ آمین

دنیا کا سب سے کم عمر حافظ

الجزائر: افریقی ملک الجزائر کا ایک ۳ سالہ بچہ فراح عبدالرحمن نے ماں کی گود میں کھیلتے ہوئے اچانک قرآن کی تلاوت شروع کردی جیسا کہ وہ قرآن کا حافظ ہو۔ اس کی والدہ کے مطابق ۱۱ ستمبر ۲۰۰۹ء بروز جمعہ اس نے قرآن کے سورۃ الملک کی تلاوت شروع کی، اس کے بعد سورہ الکہف پڑھنا شروع کردیا۔ دوران تلاوت رموز واوقاف اور حرکات وسکنات کا پورا خیال رکھا۔ اس کو قرآن کا اعجاز ہی کہا جاسکتا ہے

عبد الستار ایدھی کو انعام

اقوام متحدہ: پاکستان کی ممتاز رفاہی شخصیت عبدالستار ایدھی اور تنظیم کے انسانی حقوق کے علمبردار فرانگوئس ہوتارت کو اقوام متحدہ کے باوقار انعام سے نوازا گیا ہے۔ انہیں مشترکہ طور پر ایک لاکھ ڈالر کا انعام ۱۶ نومبر کو دیا گیا جو رواداری کا بین الاقوامی دن ہے۔ آرٹس، سائنس، مواصلات میں رواداری کے لیے دیا جانے والا یہ انعام ۱۹۹۵ء میں مہاتما گاندھی کی ۱۲۵ویں یوم پیدائش پر شروع کیا گیا تھا۔ اسے یونیسکو کی خیرسگالی کے

سفیر، سفارت کار اور صنعت کار مدن جیت سنگھ کی فراخ دلی کی وجہ سے قائم کیا گیا تھا۔

عبدالستار ایدھی کی تنظیم پاکستان میں انسانی فلاح وبہبود کا کام بڑے پیمانے پر کررہی ہے۔ اس تنظیم کے ۳۰۰ سے زیادہ رفاہی مراکز ہیں۔

جامعۃ الازہر میں نقاب پر پابندی

قاہرہ: عالم اسلام کی مشہور ومعروف اسلامی یونیورسٹی جامعہ ازہر کے سربراہ شیخ محمد طنطاوی کی جانب سے جامعہ ازہر کی طالبات کو کلاس میں نقاب پہن کر آنے کی ممانعت کردی گئی تھی اور اب باضابطہ جامعہ کی جانب سے اعلان کردیا گیا ہے کہ کلاس روم میں نقاب پہن کر بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

طالبات کے برقع پر پابندی کے بعد مصر کے ارکان پارلیمنٹ کے ایک گروپ اور ایک وکیل نے شیخ محمد سید طنطاوی کے خلاف مقدمہ دائر کردیا ہے۔

حضرت محمد ﷺ پر فلم بنانے کا منصوبہ

دوحہ: قطر کی ایک کمپنی نے پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی پر ایک فلم تیار کرنے کا اعلان کیا ہے، جس میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے لے کر آخری سفر تک کا احاطہ کیا جائے گا۔ اس فلم پر ۱۵۰ ملین ڈالر کی لاگت آنے کی امید ہے۔ اس فلم کی شوٹنگ شروع ہوگی، جو پچیس تیس ماہ تک جاری رہے گی، اس فلم کا مقصد پیغمبر اسلام کے بارے میں مغرب میں پائے جانے والے منفی خیالات کو تبدیل کرنے کی کوشش کرنا ہے اور فلم میں آپ ﷺ کی انسانیت نوازی کو اجاگر کیا جائے گا۔ عالم عرب کی مشہور شخصیت ڈاکٹر یوسف القرضاوی اسلامی اسکالرز کی ایک کمیٹی کی سربراہی کریں گے جس کا مقصد فلم کے سکرپٹ فوٹو گرافی اور پروڈکشن کی نگرانی کرنا ہے۔

مسجد الحرام میں صفائی کے لیے 34 ہزار افراد مامور

مکۃ المکرمۃ: عازمین حج کی سہولتوں کی فراہمی اور مسجد الحرام کی صفائی ستھرائی کے لیے ۳۴ ہزار افراد کو مامور کیا گیا ہے۔

عالمی اسلامی کانفرنس کا اختتام

ممبئی: اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام منعقدہ تیسری ۱۰ روزہ عالمی اسلامی کانفرنس کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی۔ اس پروگرام کا اختتام عالمی شہرت یافتہ مبلغ ڈاکٹر ذاکر نائک کی تقریر اور امام مسجد نبوی شیخ صلاح البدیر کی دعا پر ہوا جس میں کثیر تعداد میں حضرات وخواتین بشمول نوجوانوں اور بزرگوں نے شرکت کی۔

وندے ماترم مسلمانوں کے لیے حرام ہے

دیوبند: جمعیۃ علمائے ہند کے سہ روزہ اجلاس منعقدہ دارالعلوم دیوبند کے قراردادوں میں سے ایک قرارداد اس فتوی کی تصدیق بھی ہے جو دارالعلوم سے جاری کیا گیا تھا کہ وندے ماترم مسلمانوں کے لیے حرام ہے کیونکہ وندے ماترم مٹی کی عبادت کی ترغیب دیتا ہے، چونکہ مسلمان ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں اس لیے وہ وندے ماترم کی طرف رجوع نہیں ہوسکتے، یہ کلمات کفریہ ہیں، غیر مسلم چونکہ مٹی وغیرہ کو پوجتے ہیں تو ان کی الگ بات ہے لیکن مسلمانوں کے لیے ناجائز اور حرام ہے۔

مسجد کو ماسک نہ کہیں

ممبئی: مسجد کو ماسک (Mosque) نہ کہیں، ہمیشہ مسجد ہی کہیں کیونکہ لفظ ماسک ماسکیٹو (مچھر) جیسا لگتا ہے، یہ بات معروف اسلامی مفکر ڈاکٹر ذاکر نائک نے ایک پریس ریلیز میں کہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے انگریزی لفظ میکا (Mecca) کے بجائے مکہ لکھنے کی درخواست کی ہے۔ کیونکہ میکا کے معنی شراب خانہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر ذاکر نائک نے انگریزی میں لفظ محمد کا مخفف (.Mohd) لکھنے سے گریز کرنے کو کہا ہے، کیونکہ اس کا مطلب بڑے منہ کا کتا ہوتا ہے، لہذا مسلمانوں کو انگریزی میں محمد (Mohammad) ہی لکھنا چاہیے۔

ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری اب نہیں رہے

ہندوستان کی معروف علمی وادبی شخصیت، ریکٹر جامعہ سلفیہ بنارس، اور ایڈیٹر ماہنامہ صوت الامۃ (عربی) ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری ہلڈ کینسر کے عارضے سے بروز جمعہ ۳۰ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو خالق حقیقی سے جاملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے ہندو بیرون ہند کی مختلف تنظیموں کی نظامت ورکنیت سنبھالنے کے ساتھ ساتھ اپنے پیچھے ۳۷ سے زائد تالیفات وتراجم اور تحقیقات چھوڑی ہیں، جن میں تاریخ ادب عربی (اردو ۵ جلد) رحمۃ للعالمین (۳ جزء) کا عربی ترجمہ قابل ذکر ہے۔

ڈاکٹر عبدالرشید الوحیدی

تاریخ وار حج کے احکام

۸رذی الحجہ سے ۱۲ر تک، یہ ہیں ایام حج
ہیں بڑے خوش بخت جن کو مل گیا پیغامِ حج

چل مرے خامے تو بسم اللہ پڑھ ، آغاز کر
دیکھ ادب ملحوظ رکھنا ہے مبارک یہ سفر

خوش نصیبوں کے لیے ہے پانچ دن فیضانِ حج
آؤ دیکھیں کیسے ہوتے ہیں ادا ارکانِ حج

۸ر ذی الحجہ کو مکے سے چلے گا قافلہ
جا کے ٹھہرے گا منیٰ میں ، ہے یہ پہلا مرحلہ

حج کا پہلا دن منیٰ کی گود میں ہوگا بسر
فجر پڑھ کر ۹ر کو کل عرفات کا ہوگا سفر

بس اسی عرفات کے میدان میں ہوگا قیام
جو نبی کے آخری خطبے کا ہے اعلیٰ مقام

سارے حج میں یہ قیام ایک رکنِ اعظم حج کا ہے
مغفرت کا دن ہے اونچا اس سے پرچم حج کا ہے

رحمتِ باری تعالیٰ کا ہے ہر لمحہ نزول
اس جگہ جو بھی دعا مانگیں گے سب ہوگی قبول

دو نمازوں کا یہاں پر وصل ہوگا ساتھ ساتھ
آپ ظہر اور عصر دونوں کو پڑھیں گے ساتھ ساتھ

ہوگیا گو وقتِ مغرب، چھوڑو مغرب کی نماز
ہے یہی حکمِ الٰہی ، ہوگا اس میں کوئی راز

کوچ کر جائیں گے اب عرفات کے میدان سے
اور مزدلفہ میں پہنچیں گے نرالی شان سے

منہ پہ ہے لبیک ہونٹوں پر دعا، دل کا یہ حال
زندگی بھر کے گناہوں کا ہے عاصی کو خیال

لو! یہ مزدلفہ ہے، کچھ آرام کرلے قافلے
پھر عشاء کے وقت مغرب اور عشاء ہوگی ادا

رات نفلوں میں عبادت میں بسر ہوجائے گی
یوں دعائیں مانگتے شب کی سحر ہوجائے گی

۱۰ر کو مزدلفہ سے چل دیں گے منیٰ کے واسطے
دیکھتے ہی دیکھتے بھر جائیں گے سب راستے

ایک وادی ہے محسر، اس سے بچ کر جائیے
اور داخل ہوگئے تو جلد باہر آئیے

یہ وہی وادی ہے جس میں ہاتھیوں کی فوج پر
کچھ ابابیلیں بنی تھیں موت کا پیغام بر

لو منیٰ پھر آگئے صد شکر ربِ ذوالجلال
کنکری ماریں گے اب شیطان کو قبلِ زوال

اس رمی کے بعد مذبح کی طرف سب جائیں گے
اور قربانی سے فارغ ہو کے واپس آئیں گے

ہوگیا سب کام باقی ہے ذرا سا مرحلہ
سر منڈالیں آؤ یہ واجب بھی ہوجائے ادا

حج سے فارغ ہوگئے احرام اب دیجئے اُتار
ہوگئے حاجی تو کیجئے شکر ربِّ کردگار کا

ہاں ابھی باقی ہے مکے میں پہنچ کر اک طواف
آیئے ۱۰ر ہی کو کرڈالیں زیارت کا طواف

اس سے فارغ ہوکر مکے سے منیٰ پھر آیئے
۱۱ر ۱۲ر اور ۱۳ر کو یہیں رہ جایئے

گیارہویں کو ظہر پڑھ کر پھر رمی کو جائیں گے
تینوں شیطانوں پہ پھر مشق ستم فرمائیں گے

اور ۱۲ر کو بھی پتھر ماریئے شیطان پر
یوں عمل پورا ہوا ہے حج کے سب ارکان پر

چھوڑنا ہے آج ۱۲ر کو منیٰ قبلِ غروب
یہ نہ ہو ہم ہوں منیٰ میں اور سورج جائے ڈوب

۱۳رذی الحجہ کو کچھ رکنا ضروری بھی نہیں
ٹھہرنا چاہیں تو ٹھہریں یا چلے جائیں کہیں

حج کی دولت مل گئی اب قدر اس کی کیجیے
دل سے کیجئے شکر یا خیرات وصدقہ کیجئے

حج کیا ہے گر تو حج کا عمر بھر رکھیے بھرم
اپنے رب سے التجا کیجئے نہ بھٹکے اب قدم

حج سے واپس آکر گر نیکی کا اپنایا اصول
یہ سمجھئے آپ کا حج کرلیا رب نے قبول

ایک عاصی ہے رشیدؔ بے نوا مُفلس ، غریب
اے مرے مولا اُسے بھی حج کی دولت ہو نصیب

IPC کے شب و روز

حفظِ قرآن کے آٹھویں انعامی مقابلہ کے انعام یافتگان

IPC کے زیرِ اہتمام حفظِ قرآن کے آٹھویں انعامی مقابلہ میں پوزیشن حاصل کرنے والوں کے بیچ تقسیم انعامات کے لیے انٹرنیشنل اسلامک چیریٹیبل آرگنائزیشن، مروہ کے وسیع ہال میں ایک اعزازی پروگرام رکھا گیا، جس کی صدارت کویت کے معروف داعی اور خطیب شیخ احمد قطان نے کی، آپ نے اپنے صدارتی خطاب میں حفظِ قرآن کی اہمیت وفضیلت کو اجاگر کرتے ہوئے، انعام یافتگان کو تبریک وتہنیت کے کلمات پیش کی اور ایک ۱۱ سالہ بچی کی ریکارڈ تلاوت سنا کر محفل کو ایمان افروز بنا دیا۔ انعام یافتگان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے واضح ہو کہ شرط کے مطابق ہر گروپ سے انعام کے دو حقدار ہیں ایک مرد اور ایک عورت۔

پہلا گروپ : 15 سال سے کم عمر والوں کے لیے

- زمرۂ اول کے لڑکوں میں سجاد اجے ریتج (چینی)، قاسم عارف جاوید (پاکستانی) بلال احمد (پاکستانی) نے اور لڑکیوں میں نورہ محمد اسماعیل، میر امیر وہاب، عابدہ غلام قادر محمد خان نے حسب ترتیب پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔
- زمرۂ دوم کے لڑکوں میں خالد ابوبکر محمد (بنگلہ دیشی)، احمد انور (ہندوستانی)، عمران حسین الیف اختر (بنگلہ دیشی) نے اور لڑکیوں میں سمیہ فیروز، منال عبدالصمد نظام الدین، شیما عبدالناصر نے حسب ترتیب پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔
- زمرۂ سوم کے لڑکوں میں ولید محمد ارشد الاسلام (بنگلہ دیشی)، محمد فہد منظور احمد (پاکستانی)، امیر حسین سوکاچان (فلپائنی) نے اور لڑکیوں میں وحیدہ بنت حیاس، دنیا محمد شریف، سمیرہ محمد شریف محمد مطار نے حسب ترتیب پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔

دوسرا گروپ : نومسلموں کے لیے

- زمرۂ اول کے مردوں میں صرف محمد [جانجی ریڈی] (ہندوستانی) نے پہلا انعام حاصل کیا جبکہ خواتین میں سوجاتا شاہجہ، روہیلین سیناموان، شاندرا واتی نے حسب ترتیب پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔
- زمرۂ دوم کے مردوں میں عبدالرحیم [رنجی کمار] (ہندوستانی)، محمد یوسف [شری نواس] (ہندوستانی)، محمد رضوان [امیاسا بالیا] (سری لنکن) جبکہ خواتین میں جالوتی جیدیرا کاملہ، نیمی بریادار اشانی، لطیفہ راتھی نے حسب ترتیب پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔
- زمرۂ سوم کے مردوں میں محمد [جی موہن راؤ] (ہندوستانی)، عبدالرحمٰن [رودولفو تامیو کو] (فلپائنی)، محمد [درگا پرساد] (نیپالی) جبکہ خواتین میں نیکالا مدی جیدارا، وسیلی باجر، میدلین انجوستو سالا فیر نے حسب ترتیب پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔
- زمرۂ چہارم کے مردوں میں راسیل جارسیا لیزاردو (فلپائنی)، ہارون (لیکیان مہاٹا) (ہندوستانی)، کرتیش اوسپاک (فلپائنی) اور خواتین میں جوناپاتیں کاروسوماوائی جاپا سیکارا، کنگمی ہیریا نے حسب ترتیب پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔

تیسرا گروپ : غیر عرب مسلمانوں کے لیے

- زمرۂ اول کے مردوں میں محمد اسلم (ہندوستانی)، عبداللہ سعید (بنگلہ دیشی)، شیخ اسامہ فیروز عبدالرحمٰن (ہندوستانی) اور خواتین میں آمنہ بی بی حافظ محمد شعیب، فاطمہ بی بی حافظ محمد شعیب، شمین اعظم محمد آدم نے حسب ترتیب پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔
- زمرۂ دوم کے مردوں میں عبدالرحمٰن عارف جاوید (پاکستانی)، مامون حنیف (پاکستانی)، محمد عمر فاروق (پاکستانی) اور خواتین میں حمیدہ بیگم محمد عبدالمالک، یمنی امیرہ وہاب، سلوی صالح محمد تازنگ نے حسب ترتیب پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔
- زمرۂ سوم کے مردوں میں محمد ابوصالح (بنگلہ دیشی)، ملک محمد ارشاد (پاکستانی)، خلیل الرحمٰن زبیر (ہندوستانی) اور خواتین میں امینہ ودی عبداللہ اسعد الحافظ، فاطمہ غفور، میمیر اعزوز عبدالاسلام نے حسب ترتیب پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔
- زمرۂ چہارم کے مردوں میں شاہ نسیم خان (پاکستانی)، کابی الیاس (بنگلہ دیشی)، عبدالمجید تارال (ہندی)، اور خواتین میں حسنی آرا بیگم محمد، حلیلہ قادر محی الدین، زنیدہ کے اشن نے حسب ترتیب پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔

رمضان کویز برائے مسلم کمیونٹی کے انعام یافتگان

IPC کے زیرِ اہتمام ماہِ رمضان میں منعقد رمضان کویز میں مجموعی شرکاء کی تعداد 250 رہی جن میں 34 جوابات بالکل صحیح تھے جبکہ 25 سے 29 صحیح جواب دینے والوں کی تعداد 154 رہی۔ صحیح جوابات دینے والوں کے بیچ قرعہ اندازی کر کے (ہندوستانی)، محمد مقصود برکت علی (ہندوستانی)، ابوبکر صادق علی (ہندوستانی) اور شاذیہ ذاکر (پاکستانی) کو حسب ترتیب پہلا، دوسرا، تیسرا اور چوتھا انعام دیا گیا۔
مسلم کمیونٹی کی طرح غیر مسلم اور نومسلم مرد و خواتین کے لیے بھی رمضان کویز کا اہتمام کیا گیا، یہ کویز تیلگو، تمل، ملیالم، ہندی، فلپائنی، اور سنہالی زبان کے نومسلموں اور غیر مسلموں کے لیے علیحدہ علیحدہ رکھا گیا۔ اور ہر زبان سے قریبتین کے تین تین لوگوں کو انعامات سے نوازا گیا۔ غیر مسلموں کے لیے اس مناسبت سے کویز رکھنے کا مقصد ان کو اسلام کی اصولی تعلیمات سے آگاہ کرنا تھا۔

روشنی کی کرن

- لوگ تنقید کیوں پسند نہیں کرتے ، دراصل تنقید انہیں کوتاہی کا احساس دلاتی ہے اور کوئی آدمی اپنے آپ کو کوتاہ باور نہیں کرنا چاہتا۔ اس لیے تنقید کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ پہلے اس کی خوبیوں کا تذکرہ کریں اور مخاطب کو احساس دلائیں کہ آپ کی نظر اس کے روشن پہلوؤں پر ہے، خامیاں خوبیوں کے مقابلے میں نمک کے برابر ہے۔

- غلطی کرنے والے کو مریض سمجھیں جسے علاج کی ضرورت ہوتی ہے، اچھا طبیب وہی ہے جسے مریضوں کی صحت کی فکر ان سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

- اگر کوئی خیر خواہی کے باوجود غلطی کی اصلاح نہیں کرتا ہے تو اس کا نام دشمنوں کی فہرست میں درج نہ کریں، حتی الامکان معاملات کو وسیع الظرفی سے لیں۔

- شہد کی مکھی کا طرز عمل اپنائیں جو میٹھے پر بیٹھتی اور کڑوے سے کتراتی ہے، گھریلو مکھی کی طرح نہ ہوں جو ہمیشہ زخموں کی تلاش میں رہتی ہے۔